اسلام کا سیاسی نظام

چودھری غلام رسول ایم۔ اے

علمی کتاب خانہ

بکسیر سٹریٹ ○ اردو بازار ○ لاہور

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ

وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (اَلْمَائِدَہ ۵ : ۳)

اِسلام کا معاشرتی نظام

چودھری غلام رسول ایم۔اے

گورنمنٹ کالج گوجرخاں

25692

علمی کتاب خانہ • کیمبرسٹریٹ لاہور

اردو بازار 30/ روپے

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
ACC NO 65754
MAILSI

انتساب

جس یہ تصنیف پروفیسر چودھری نذیر احمد ایم اے
مرحوم و مغفور سابق پرنسپل کے نام معنون کرتا ہوں، جن کی علمی
مجالس نے میری ذہنی استعدادوں کو جلا بخشا اور جن کی محبت
میرا سرمایۂ حیات ہے۔

غلام رسول۔

تقدیم ثانی

پہلا ایڈیشن اسلام کے نظامہائے معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی پر مشتمل تھا۔ کتاب کی ضخامت بڑھ جانے کی وجہ سے تینوں حصّوں کو الگ الگ کر دیا گیا ہے۔ زیر نظر ایڈیشن صحت، ترامیم اور اضافوں کے ساتھ منصۂ شہود پر لایا جا رہا ہے۔ اُمید ہے۔

قارئین حضرات اس ایڈیشن کو مفید پائیں گے۔

غلام رسول

۲۰ نومبر ۱۹۴۸ء

تقدیم

سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے اپنے فضل سے مجھے سیرت سید البشر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تیسرا حصہ جزو دوم مکمل کرنے کی توفیق عنایت کی ہے اس کے بعد میں اپنے دو عالم دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تصنیف میں میری مدد کی وہ مرزا محمد حسین صاحب بی کام مصنف کتاب "اسلام اینڈ سوشلزم" اور پروفیسر فضیلت حسین صاحب ہیں۔ مرزا صاحب نے "جدید سیاسی نظریات" سے متعلق قیمتی مواد مہیا کیا گیا، اگر وہ مواد مجھے میسر نہ آتا تو میں جدید سیاسی نظریات پر بحث کرنے کا حق ادا نہ کر سکتا۔ پروفیسر موصوف نے جدید اقتصادی نظریات سے متعلق مواد مہیا کر کے دیا ان دو قابل احترام دوستوں کے علاوہ پروفیسر صابر حسین ایم اے بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ جو مجھے اپنے پاس بٹھا کر گھنٹوں جدید سیاسی نظریات پر بحث کرتے رہتے۔ جس وجہ سے میرے لیے یہ آسان ہو گیا تھا کہ میں مزید مطالعہ کے ساتھ جدید سیاسی نظریات کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔ اس حصہ میں اسلام کے معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی نظاموں پر جدید معاشرتی سیاسی اور اقتصادی نظریات کے ساتھ موازنہ کر کے بحث کی گئی ہے اور دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ اس دور کے معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی مسائل کا حل صرف اسلام کی تعلیم میں مضمر ہے اور یہی وہ صراط مستقیم ہے جس پر چل کر دنیا امن اور فلاح سے ہمکنار ہو سکتی ہے اس راستہ کے علاوہ کوئی راستہ نہیں جو بنی نوع انسان کے پیچیدہ مسائل کے حل کا ضامن ہو۔ دنیا آگ کے گڑھے کی طرف تیزی کے ساتھ جا رہی ہے اللہ تعالیٰ سے "خیر امت" کا لقب پانے والے مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی زبان اور قلم کے ذریعہ دنیا کو اسلام کی تعلیم سے آگاہ کریں۔ دنیا ایک ایسے راستہ کی متلاشی ہے جس پر چل کر وہ امن اور سکھ کا سانس لے سکے۔ جب وہ اسلام سے آگاہ ہوں گے تو وہ پکار اٹھیں گے کہ یہی وہ راستہ ہے جس کے وہ متلاشی ہیں۔

خاکپائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

غلام رسول

۲۷-۷-۷۱

دیباچہ

از پروفیسر امان اللہ خان صاحب ایم اے شعبۂ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور

مجھے میرے محترم فاضل دوست چودھری غلام رسول صاحب ایم اے کی اپنی نئی تصنیف بعنوان "اسلام کا معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی نظام کا پیش لفظ لکھنے کو کہا۔ میرے لیے باعث مسرت ہے کہ میں ایک دینی اور علمی کتاب کے متعلق چند سطور لکھ رہا ہوں اس مقصد کے لیے میں نے مسودے کے جستہ جستہ حصوں کا مطالعہ کیا ہے مصنف نے بڑی محنت عرقریزی، جانفشانی اور کمال شفقت سے نظامہائے معاشرت سیاست اور اقتصاد پر مختلف اور مفید مصادر سے معلومات کا ذخیرہ فراہم کر کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ چودھری صاحب کی یہ پرخلوص سعی قابل تحسین ہے کہ انہوں نے دور حاضر میں انسانیت کے تمام دکھوں کا مداوا اور نسل انسانی کے تمام مسائل کا حل اسلام ہی قرار دیا ہے۔

برادرم پروفیسر چودھری غلام رسول صاحب علوم اسلامیہ میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں، اور اپنی اس دلچسپی کا اظہار مختلف اسلامی موضوعات پر متعدد کتب لکھ کر چکے ہیں جو علمی اور دینی حلقوں میں عموماً اور طلبا میں خصوصاً پسندیدہ نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ اب انہوں نے اپنے علمی ذوق کا اظہار زیر نظر تصنیف کو پیش کر کے کیا ہے یہ کتاب عین وقت کی آواز ہے۔ اس دور میں اس موضوع پر جتنی کتب لکھی جائیں وہ کم ہیں، کیونکہ نظریاتی جنگ زوروں پر ہے۔ مسلمان مادی نظریات کی رو میں بہہ کر اسلام سے دوری اختیار کرتے جا رہے ہیں اس وجہ سے مادی نظریات سے متاثر نوجوانوں کو اسلام کے حسین چہرے سے واقف کرانا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ پروفیسر صاحب نے مادی نظریات پر اسلام کی برتری ثابت کر کے ایک نہایت ہی اہم دینی فریضہ سرانجام دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ کتاب علمی اور دینی حلقوں اور طلبا میں پسندیدہ نگاہ سے دیکھی جائے گی۔ میں طلبا سے خاص طور پر کہوں گا کہ وہ کتاب کا مطالعہ کریں۔

(امان اللہ) ۱۵/۸/۱۹۶۱

فہرست مضامین

حصہ اوّل

اسلام کا معاشرتی نظام

معاشرہ	۱
معاشرہ کا آغاز اور ترقی	۲
قرابتداری، مذہب، امن و حفاظت	۳
معاشرہ کے مقاصد	۳
معاشرہ اور ارتقاء	۵
معاشرہ کی چار منزلیں	۵
اسلامی معاشرے کی خصوصیات	۱۴۰
انسان کی مدنیت پسندی	۲۲
اسلام اور نظریہ اجتماع	۲۵
ظہورِ اسلام سے قبل دُنیا کی معاشرتی حالت کا نقشہ	۲۹
اسلامی تہذیب	۵۴
ثقافت	۵۴
ثقافت کے عوامل	۵۷
تمدن	۵۹
تمدن کی اقسام	۶۰
تمدن کے ارتقائی منازل	۶۵
تہذیب،	۶۶
ثقافت، تمدن اور تہذیب میں فرق	۶۷
تہذیب کے عناصر ترکیبی	۶۸
اسلامی تہذیب کی رُوح	۷۴
تہذیب اسلامی کی خصوصیات	۷۶
معاشرتی ادارے	۸۶
خاندان	۹۰
معاشرتی زندگی میں خاندان کی اہمیت	۹۰
عائلی زندگی	۹۱
نکاح کی اہمیت از رُوئے قرآن و حدیث	۹۱
فقہاء کی نظر میں	۹۲
روشن خیال مفکرین کی نظر میں	۹۳
اجتماعی حیثیت سے اہمیت	۹۴
ترکِ لذّت سے ممانعت	۹۴
نکاح کی اساس	۹۵
ناجائز طریقوں سے تکمیل شہوت	۹۵
اسلام کی نظر میں	
نکاح کے مقاصد	۹۹
حُرمتِ نسب	۱۰۵
حُرمتِ رضاعت	۱۰۵
حُرمتِ مصاہرت	۱۰۶
محرّمات	۱۰۶
نکاح کے احکام	۱۰۸
تعددِ ازدواج	۱۱۲
اسلام میں تعددِ ازدواج	۱۱۳

تعدد ازدواج کی اصلاح ۱۱۶
تعدد ازدواج غیروں کی نظر میں ۱۱۷
رسولِ کریمؐ کے تعدد ازدواج کے اسباب ۱۱۸
طلاق دوسرے مذاہب میں ۱۲۰
اسلام کا قانونِ طلاق ۱۲۳
طلاق سے پہلے مصالحت کی کوشش ۱۲۳
طلاق پر حد بندیاں ۱۲۴
عدت تین طہر ہیں ۱۲۵
طلاق کی اقسام ۱۲۶
طلاق دینے کی تین صورتیں ۱۲۷
شرائط طلاق ۱۲۸
حق حضانت ۱۲۹
نفقہ و سکنیٰ ۱۳۰
خُلع ۱۳۱
مفقود الخبر ۱۳۳
عنین و مجبوب ۱۳۳
ایلاء ۱۳۴
کفارہ ۱۳۵
ظہار اور اس کا کفارہ ۱۳۵
اسلام میں عورتوں کی حیثیت ۱۳۷
عورت کا خصوصی حیثیت سے مقام ۱۳۹
گھریلو زندگی اور عورت ۱۴۱
یورپ میں عورت کی آزادی کا نعرہ ۱۴۲
زوجین کے حقوق و فرائض ۱۵۰
بیوی کے حقوق ۱۵۲
خاوند کے حقوق ۱۶۴
حقوق والدین ۱۷۹
حقوق اولاد ۱۸۸
معاشرہ کے دیگر اجزاء کے حقوق و فرائض ۲۰۰
رشتہ داروں کے حقوق ۲۰۰
یتیموں کے حقوق ۲۰۷
ہمسایوں کے حقوق ۲۱۴
حاجت مندوں کے حقوق ۲۱۹
مہمان و میزبان کے حقوق و فرائض ۲۲۳
میزبان کے حقوق ۲۲۵ (بیمار کے حقوق ۲۲۷)
خادم اور آقا کے فرائض ۲۲۸
آقا کے حقوق ۲۳۶
غلامی کا خاتمہ ۲۳۷
دوستوں کے حقوق ۲۴۶
مسلمانوں کے حقوق و فرائض ۲۴۹
عام انسانوں کے حقوق ۲۵۸
اُمّت ۲۷۳
اُمت اسلامیہ کے خصوصی امتیازات ۲۷۹
اُمّت مسلمہ کے فرائض ۲۷۹
مکتب ۲۸۳
اقوال در فضائل علم ۲۸۵
مکتب کا آغاز و ارتقاء ۲۸۵
علمی حیثیت سے مشہور مساجد ۲۸۶
مکتب کا آغاز
معاشرے کی اصلاح میں مکتب کے فرائض ۳۰۰

معاشرہ میں اُستاد کا فرائض ۳۰۲
اساتذہ کے فرائض ۳۰۷
شاگرد کے فرائض ۳۰۹
مسجد ۳۱۲
مسجد کی اہمیت ۳۱۳
مسجد کے آداب ۳۲۰
مسجد کے معاشرتی اثرات ۳۲۶
منڈی ۳۳۶
منڈی کے اقسام ۳۳۹
منڈی بلحاظ وقت ۳۳۹
منڈی بلحاظ محل وقوع ۳۴۰
منڈی بلحاظ جنس ۳۴۲
منڈی بلحاظ مقابلہ ۳۴۲
منڈی کی اہمیت، ارتقاء اور اثرات ۳۴۷
ریاست ۳۵۱
مملکت کے ابتدائی نظریات ۳۵۴
مملکت کی اقسام ۳۵۷
اسلامی ریاست ۳۶۴
اسلامی حکومت کے نام ۳۶۴
اسلامی حکومت کے رئیس ۳۶۵
کے خطابات ۳۶۵
خلیفہ کا انتخاب ۳۶۶
شرائط امارت یا خلافت ۳۶۸
خلیفہ کے اختیارات پر پابندیاں ۳۶۹
خلیفہ کی معزولی ۳۶۹
اقتدار اعلیٰ ۳۷۱
حکومت کے اختیارات ۳۷۵
غیر مسلم رعایا کے حقوق ۳۹۰
شہریوں کے فرائض ۳۹۹
دستور اساسی ۴۰۲
اسلامی حکومت کا دستور ۴۰۴
اسلامی دستور کی خصوصیات ۴۰۴
الٰہی اور انسانی دساتیر میں فرق ۴۰۵
قانون سازی کے مصادر ۴۰۸
اسلامی قانون کی خصوصیات ۴۳۲
اعضائے حکومت ۴۳۸
(مجلس وضع قوانین (مقننہ) ۴۳۸
عاملہ یا انتظامیہ ۴۴۱
عدلیہ ۴۴۶
اسلامی حکومت کے اوصاف ۴۴۸
اسلامی اصول کی خارجہ پالیسی کے اصول ۴۶۵

فهرس الموضوعات

سمنر و کیلر Sumner and Keller کے نزدیک معاشرہ ایسے افراد کا مجموعہ ہے جو کہ شراکت عمل کے ذریعے وسائل حیات کے حصول اور نسل کے بقا کی جدوجہد کرتے ہیں۔

میکیور MacIver معاشرہ کو سماجی تعلقات کا وہ نظام قرار دیتا ہے جس کے ذریعہ ہم زندگی گزارتے ہیں۔

گنسبرگ معاشرہ کی تعریف میں کہتا ہے ایک گروہ جو کہ چند ایک یا زیادہ مشترک مفادات پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔

مذکورہ بالا تعریفوں کے پیش نظر ہم حسب ذیل نتائج اخذ کرتے ہیں:

۱۔ معاشرہ افراد کا ایسا مجموعہ ہے جو کہ مشترک مفادات کے لیے ایک دوسرے سے تعاون کرتا ہے۔

۲۔ معاشرہ کو معرض وجود میں آنے کے لیے ایک کافی عرصہ کی ضرورت ہے۔

۳۔ ضروریات زندگی کو پورا کرنا معاشرے کا فرض ہے۔

۴۔ معاشرہ میں مختلف قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔

۵۔ معاشرہ باہمی تعاون اور تعلق کی مستقل بنیادوں پر قائم ہوتا ہے۔

۶۔ ایک معاشرے کے لوگوں کی ثقافت مشترک ہوتی ہے۔

۷۔ معاشرے کے سب ارکان اپنے آپ کو وحدت میں سمجھتے ہیں۔

معاشرہ کا آغاز اور ترقی

جیسا کہ پہلے یہ ذکر ہو چکا ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے اور اس لیے مل جل کر زندگی بسر کرنے کا فطری رجحان ہے۔ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے وہ دوسروں کا تعاون حاصل کرتا ہے۔ ابتدا میں جو آبادی سادہ تھی، بتدریج معاشرتی ترقی کرتی چلی گئی۔ آئیے ہم ابتدائی حکمت کا آغاز دیکھیں۔

انسان کی ان فطری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے [illegible] ہوئے کچھ ذہین [illegible] :

۱۔ [illegible] زندگی کی [illegible] قریب [illegible] رہنے [illegible] کی ضرورت۔

انسان کی بنیادی ضروریات خوراک [illegible] ہیں۔ [illegible] انسان کی [illegible]

درخت کے پتے سے ڈالیاں کر زندگی بسر کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ بڑی بڑی بستیاں آباد ہو گئیں۔ ضروریات بڑھ گئیں۔ انسان کو ایک دوسرے کے تعاون کی ضرورت محسوس ہونے لگی اور آپس میں متحد ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ اس طرح مختلف قبیلوں کی بنا پڑی اور اجتماعی زندگی کی ابتدا ہو گئی۔

قرابت داری

معاشرتی زندگی کی تنظیم میں قرابت داری کا بہت اہم حصہ ہے۔ خاندان یا قبیلے کی شکل میں زندگی گزارنے کا رجحان شروع سے پایا جاتا ہے۔ تقریباً سات ہزار سال قبل مسیح میں شہر آباد ہونے لگے۔ اپنی اپنی ضروریات کے لیے تنظیم شروع کر دی۔ اور اس تنظیم کے لیے مختلف مذاہب اور معاشرے نے قانون بنائے کہ خاندان کی زندگی میں کن ذمہ داریوں کو پورا کرنا چاہیے اور حکومت کی تنظیم میں افراد کو کیا حیثیت حاصل ہے۔

والدین

اسلام کی آمد سے پہلے دنیا میں مذہب کی بہت تنگ نظری تھی۔ جس نے اپنی اپنی قوم کو دوسری قوموں سے ممتاز کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس نے زندگی کو بہتر بنانے کے والدین کے حقوق و فرائض، اولاد کے حقوق و فرائض، زوجین کے حقوق و فرائض، ہمسایہ کے حقوق و فرائض، انسان کے باہمی حقوق و بیان کیے۔

آزاد و خانہ بدوش کی ضرورت

ابتدائی زندگی سادہ تھی۔ کسی کے پاس زیادہ سامان نہ ہوتا تھا۔ جہاں ضرورت ہوئی وہاں سامان لے کر چل دیے۔ دوست اور رشتہ دار بھی آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے تھے۔ اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کی ضرورت پیش آتی رہتی تھی۔

شادی کے مقاصد

اسلام سے پہلے دنیا میں مختلف مذاہب میں شادی کے مقاصد مختلف تھے۔ جن کی وجہ سے مختلف مذاہب میں شادی کے طریقے بھی مختلف تھے۔ بعض مذاہب میں

ئی ہے۔ یہ تینوں منزلیں ہیں۔ ہر منزل ایک دوسرے سے بڑی ہے۔ معاشرہ انسان کی پہلی منزل ہے اس وقت قدم رکھتا ہے جب اس نے پہلی منزل طے کر لی ہو۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ پہلی منزل اس وقت تک نہ آئے جب تک پہلی منزل پر قدم رکھ کر نہ آ جائے اور یہ خوبی اس کے اندر نہ ہو۔ بلکہ معاشرہ کی پہلی منزل میں پہنچ کر انسان اپنی فطرت کے مختلف حسن و خوبی اور کمال پیدا کرنے پر قادر ہوتا ہے۔

معاشرہ کی پہلی منزل

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو بے مثل صلاحیتیں اور جو جوہر عطا فرمائے ہیں ان کو ظاہر کرنے کی جگہ انسان کا معاشرہ ہے۔ انسان اور حیوان کی بنیادی ضرورتیں ایک ہی ہیں۔ یعنی کھانا پینا، گرمی سردی سے بچنا اور فرائض نسل کے جذبات انسان نے اپنی حسن تدبیر کی بدولت انہیں اپنی زندگی کا ایک خاص رنگ دے دیا۔ اپنی ضرورتیں حاصل کرنے کے لئے انسان نے صنعت و حرفت ایجاد کی اور تجربوں سے یہ معلوم کیا کہ کون سی غذا اس کی طبیعت کے موافق ہے۔ بیمار ہونے کی صورت میں کون سی دوا کیا اثر کرتی ہے۔ کون سی چیز کا استعمال کرنے سے انسان بیمار ہوتا ہے، کس آب و ہوا میں رہنے سے انسان کا جسم اور دماغ کمزور ہوتا ہے اور کس آب و ہوا میں رہنے سے انسان کی صحت اچھی رہتی ہے۔ غرضیکہ انسان نے اس منزل میں پہنچ کر اپنی تمام ضروریات اور حاجتوں کو پورا کرنے کے طریقے معلوم کئے۔ پھر اپنی عقل خداداد کے ذریعہ حسن و خوبی اور کمال پیدا کیا۔

پاؤں کو محفوظ رکھنے کے لیے چمڑے وغیرہ کے جوتے بنانے سیکھے۔ ان میں مختلف رنگ بھرنے سیکھے۔ گرمی اور سردی کی حفاظت اور خوبی کو بڑھانے کے لیے مختلف قسم کے کپڑے بنانے سیکھے۔ اسی منزل میں فرائض نسل کے جذبات سے ایک زوجہ معاشرہ میں گھر کی بنیاد ڈالتا ہے تاکہ بیوی کی ایک ساتھی کی حیثیت سے اور اولاد کی پرورش کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ اس کی خدمت کرے۔ غرضیکہ انسان نے اس منزل کے ذریعہ تمام حیوانی ضروریات اور جذبات کو پورا کرنے میں اپنی عقل خداداد کے ذریعہ حسن و خوبی اور کمال پیدا کیا۔

ابتدائی منزل انسانی معاشرہ کا سنگ بنیاد ہے۔ کوئی بھی انسانی جماعت خواہ وہ کتنی ہی ترقی یافتہ ہو ابتدائی منزل کے تقاضوں اور ضرورتوں سے کسی حال میں بھی مستغنی نہیں ہوتی۔

دوسری منزل

وقت گزرنے کے ساتھ جب نوع انسانی کی ضروریات میں تبدیلیاں آتی گئیں تو ایک نئی منزل وجود میں آئی۔

ا۔

ب۔

ج۔

د۔

ہ۔

کرنے سے دوسرے پیشوں کے لیے آدمیوں کی تعداد گھٹ جائے گی۔ پیشوں کے اس تبدیل سے
معاشرہ میں اجتماعی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی۔ دوسرے لوگ ایسا پیشہ اختیار نہ کریں جس سے
سوسائٹی پر برا اثر پڑتا ہو۔

اِن حالات کو روکنے کے لیے حکومت کی ضرورت پڑتی ہے جو پیشوں کو ایک نظام کے تحت
تقسیم کرے اور کوئی ایسا پیشہ عمل میں نہ آنے دے جو فرد یا معاشرہ کے لیے مضر ہو۔ اور
اسی طرح حکومت پیشوں کو فروغ دے جو سوسائٹی کے تحفظ اور ترقی کے لیے ضروری ہوں۔
اور لوگوں کے لیے اطمینان کا باعث ہو کہ سوسائٹی کے لیے مفید ہیں۔

(۱) حکومت کے فرائض

۱۔ بیع : اس میں مال کا مبادلہ مال کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

۲۔ ہبہ : یعنی زبردستی اور جبری نفع کے بغیر کوئی چیز کسی کو دے دینا۔

۳۔ اجارہ : اس میں نفع یا منافع دیا جاتا ہے۔

۴۔ دین : اس میں مدت اور اجل دونوں کی رعایت پائی جاتی ہے۔

۵۔ باہمی لین دین کے اصول

۱۔ کسی چیز کی خرید و فروخت کی جائے اس کی نسبت دوسرے ضروری امور سے متعلق
ہر بات واضح کر لی جائے۔

۲۔ فریقین سودے کے متعلق جب قبول کر لیں یا مقررہ وقت کے اندر کوئی فریق کسی
اعتراض نہ کرے۔

۳۔ اگر کسی چیز کی خرید و فروخت کے بعد یہ معلوم ہو جائے کہ اس میں کوئی عیب ہے
تو بھی وہ سودا مکمل کر لیا جائے اس سے معاشرہ میں اچھے تعلقات قائم رہتے ہیں۔
سوسائٹی میں آپس کے جھگڑے کم ہوتے ہیں اور عدالتوں کا بوجھ بھی کم ہوتا ہے۔

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

[illegible]

جس کو وہ شخص دوسرے کی نسبت زیادہ اچھا سمجھتا ہے کا ووٹ دینے کا حق رکھتا ہے۔

۲۔ ہر حلقہ میں ہر سوسائٹی کے تمام افراد اس میں حصہ لیں اور ایک دوسرے سے تعاون کریں۔

۳۔ ووٹ دینے کے وقت ہر شخص کو قطعی طور پر آزاد ہونا چاہیے اور کسی کو یہ حق نہ ہو کہ وہ کسی قسم کا دباؤ استعمال کرے۔

۴۔ سب لوگ باہمی سوسائٹی کی بہبود کے متعلق افکار کریں اور ان کے حصول کی کوشش کریں۔

۵۔ ہر شخص کو اپنے نمائندہ کے انتخاب کے لیے اس قسم کی تمام جائز تدابیر کو عمل میں لانا چاہیے۔

(ب) نمائندگی کا طریق

یہ امر بھی اس سے متعلق رکھتا ہے۔ سوسائٹی میں رہنے والے ہر شخص کا حق ہے کہ ان کی تمام جائز ضروریات پوری ہوں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۔ [illegible]

[illegible]

۲۔ [illegible]

اسلامی معاشرے کی خصوصیات

اسلامی معاشرہ حسب ذیل خصوصیات کا حامل ہے، یہ وہ خصوصیات ہیں جو دنیا کے کسی اور معاشرے میں پائی نہیں جاتیں:

وحدتِ نسلِ انسانی

اسلام وحدتِ نسلِ انسانی کا داعی ہے۔ تفریقِ بنی نوع انسان کا شدید مخالف ہے۔ قومی، لونی، لسانی اور نسلی امتیازات کو بڑے کفر سے دیکھتا ہے۔ نسلِ انسانی کی وحدت کا نظریہ وہ نظریہ ہے جس کی نظیر دوسرے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات میں نہیں ملتی۔ یہی وہ نظریہ ہے جس پر امن کی عمارت کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔

نسلِ انسانی کی وحدت کا اعلان

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۔ [1]

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا، اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۔ [2]

اور سب لوگ پہلے ایک ہی قوم میں تھے، پھر وہ باہم جھگڑنے لگے۔

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۔ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۔ [3]

یہ تمہاری قوم ایک ہی قوم ہے اور میں تمہارا رب ہوں، سو مجھ سے ڈرو۔ مگر انہوں نے اپنے معاملہ کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے، ہر گروہ اسی پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے۔

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۔ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۔ [4]

---

[1] النساء: ۱ [2] یونس: ۱۹ [3] المؤمنون: ۵۲، ۵۳ [4] الانبیاء: ۹۲، ۹۳

[illegible] ہے۔ سو میری بندگی کرو
[illegible] سے پیغمبر کو آپس میں قطع کر دیا۔ سب ہونے والے کر
آخر ہونے ہیں۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ [1]

اور سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔ [2] مومن سب بھائی بھائی ہیں۔

رسول کریم صلعم نے حجۃ الوداع میں انسانی حقوق کا جو اعلان کیا تھا

اس کا خلاصہ یہ ہے:

لوگو! تمہارا خدا ایک ہے اور تم سب آدم کی اولاد ہو۔ کسی عربی کو
کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر
اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔

۱۱۔ انسانی مساوات

تمام انسان برابر ہیں۔ تفریق کرنا کسی کے لیے سب سے پہلی ہدایت ہے، جس پانچ وقت مسلمان کھڑے ہوتے ہیں، جب غریب امیر کے
ساتھ اور امیر غریب کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا ہوتا ہے۔
تاکہ ہمیشہ کے لیے یہ حقیقت ذہن نشین ہو جائے کہ تمام انسان برابر ہیں
اور تقویٰ کے سوا کسی کو کسی پر فضیلت حاصل نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا:

[illegible]

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

کے لیے ایسا ضابطہ اخلاق مقرر کرتا ہے جس سے کسی رہبی سربراہ کو تجاوز کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ صرف اس ضابطہ اخلاق کو خود اپنانا ہی لازمی قرار نہیں دیتا بلکہ یہ بھی حکم دیتا ہے کہ جو شخص اس سے انحراف کرنے کی طرف مائل ہو اس کو روکا جائے

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے سلسلہ ہی کی سورہ میں حسن و خوبصورت ہوسکتا ہے اس کے بغیر معاشرہ میں فساد و بگاڑ ہوجاتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے: تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ سے نیکی و تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو گناہ و زیادتی میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔ ۲

تم سب سے بہتر امت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہے تم نیک کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔ ۳

اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے

---

۲ [illegible]

۳ [illegible]

ملت

قرآن کی اصل مراد

آزادی ... ہے آزادی کا مقصد بے ہدف نہیں بلکہ غرض سے پیدا کیا گیا ہے آزادی کو ... آدمی کو ہے۔ اس لئے جو یہ کہے کہ ... شریعت کی حدود کے اندر رہ کر جو چاہے کرے اس کی آزادی دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے ﴿ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ﴾ ... تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔

نبی کریم اللہ فرماتے ہیں ﴿ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ﴾ ... دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔

احساس ذمہ داری

... ہر فرد سے قیامت کے دن اس کی ذمہ داری کے متعلق اس سے پوچھ ہوگی۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے ﴿ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴾ ... ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروی ہے۔

خدا پرستی

... کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ اللہ کی صفات ... میں ایک انسان کو اللہ کی عبادت کرنی چاہیے۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا دین کی وجہ سے سب سے بڑا گناہ ہے اور سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ماننے والے اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے سرنگوں ہوتے ہیں۔ خدا پرستی ہی وہ خصوصیت ہے جس سے معاشرہ کی تمیز دوسرے معاشروں سے کی جا سکتی ہے۔

اتباع رسول

... اتباع رسول توحید کا تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ... اتباع رسول پر ہمیشہ ہی زور دیا ہے ﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ ... ہی تمہارے لئے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔ رسول کی ﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ﴾ ... یعنی رسول جو کچھ تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ۔

... صحابہ کرام ... رسول ...

... سے ... ۲: ۲۸۶ ... مسلم ... ۲۵۶ ... ۱۰۰

اور کشتی کو بھی کہ وہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی ہے۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ ۝

اور وہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے۔ آسمان سے پانی اتارا اور اس کے ذریعہ تمہارے کھانے کے لئے پھل پیدا کئے اور کشتی کو تمہارے کام میں لگا دیا کہ اس کے حکم سے سمندر میں چلتی ہے اور نہروں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۝

اور سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر کر دیا کہ برابر چلے جاتے ہیں۔

ان آیات میں مخلوقات کی بے شمار قسموں میں سے چند کا ذکر کیا گیا ہے جن کی تسخیر پر انسان کی زندگی کا دارومدار ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جسے اہل مغرب بھی تسلیم کرتے ہیں کہ انسان پہلی جنگ عظیم سے

Humanism and the Social Order.

میں شروع ہوا ہے۔ موضوع پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے کہ فوجی زندگی کی

جدت نے انفرادیت کو ختم کر دیا ہے۔ انفرادیت کا وقت تھا جب کشتی

کو ہوا کے رخ پر چلایا جاتا تھا۔ اب کشتی کو انجن کے ذریعہ چلایا جاتا ہے۔

---

۳۲ ۔ ابراہیم ۱۴ : ۳۳

سورج اور چاند ہمیشہ ایک ہی حالت پر چلتے ہیں

اسلام اور نظریہ اجتماع

[illegible]

اس آیت میں ساری نسل انسانی کو ایک کنبہ قرار دیا ہے:

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا [1]

اور سب لوگ ایک ہی گروہ تھے سو انہوں نے اختلاف کیا۔

وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ [2]

اور یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا رب ہوں سو مجھ سے ڈرو۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا [3]

اور وہی جس نے پانی سے آدمی پیدا کیا پھر اس کو نسب والا اور سسرال والا بنایا۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ [4]

مومن بندوں کی بابت

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

اور جب تیرے رب نے آدم کی پشت سے ان کی اولاد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

[1] یونس ۱۰: ۱۹، المومنون ۲۳: ۵۲، [illegible]

[2] البقرہ ۲: ۳، [illegible]

ظہورِ اسلام سے قبل دنیا کی معاشرتی حالت کا نقشہ

[illegible] تاریک دور تھا۔ دنیا [illegible]

[illegible]

روم کی معاشرتی زندگی

[illegible]

[illegible] Honestiores [illegible]

[illegible] Humiliores [illegible]

[illegible] Servi [illegible]

[illegible]

---

1 Cambridge Medieval History Vol. II PP. [illegible]

ہندوستان کی مشرقی روایت

تجارت اور غلام کی حیثیت

[illegible] کرتے تھے۔ کبھی کبھی [illegible] حرم میں [illegible] مصر میں عورت کا [illegible]

[illegible] گھرانوں میں [illegible] کرتے تھے۔ اس کے [illegible]

آقاؤں کا [illegible]

ایران کی مشرقی زندگی

[illegible] خاصیت ہی گئی [illegible] عرب میں بیان کرتا ہے۔

[illegible] پیدا ہوتی تو اس کو [illegible]

کسی عورت کی اس [illegible]

[illegible] فضا میں [illegible] کی ورثہ میں [illegible] ہوتا [illegible] ہوتا ہے [illegible]

[illegible]

عورتوں کے حقوق

Marfat.com

۲۔ لڑکی باپ کی جائیداد کی وارث نہیں (استثنا ۲۱: ۱۵-۱۷)۔ لیکن اگر باپ کی
شرکت میں ہو (متی ۱۹: ۹)۔

۳۔ کسی عورت کو خاوند سے حکومت نہیں مل سکتی (استثنا ۲۱: ۱۴)۔

۴۔ اگر کسی بیوہ کو اپنے خاوند کی طرف سے جائیداد ملتی ہے، تو وہ اس جائیداد کی مالک
کا لونڈی اختیار نہیں (استثنا ۲۱: ۱۴)۔

۵۔ [illegible] (متی ۱۹: ۵)۔

۶۔ [illegible] کیونکہ ایک جسم ہو جاتے ہیں (متی ۱۹: ۵)۔

۷۔ خاوند کی ملکیت ہے یعنی خاوند جو چاہے کر سکتا ہے [illegible]
عورت کو اس سے [illegible] کی اجازت نہیں (متی ۵: ۳۱)۔

۸۔ اگر بات یہ صرف اس لئے کہ [illegible] ان کی پرورش کریں [illegible]
کے کام میں مصروف رہیں (۱ تیمتھیس ۵: ۱۰)۔

۹۔ کسی لڑکی یا نوجوان عورت یا بدچلن عورت کو جو اپنے گھر میں کوئی [illegible]
اختیار نہیں کر سکتا، حقیقت میں عورت کو باپ کے تابع رہنا چاہئے [illegible]
یہی مذہبی پیشوا کا اعلان ہے [illegible] اپنے شوہر کے
کے خاندان پر بدنامی کا دھبہ ڈالنے کی وجہ سے [illegible] (متی ۱۹: ۹)۔

۱۰۔ عورت کو جوتے میں بند رکھنے [illegible] (متی ۳: ۱۱)۔

۱۱۔ جن لڑکیوں کے باپ نہ ہوں ان کی شادی نہیں ہو سکتی (استثنا ۲۱: ۱۳)۔

پنڈت دیانند کی رائے

جس طرح عورت اپنے پیشوؤں سے چھپائی جاتی ہے۔ اسی طرح قوموں کے تہذیب پر ان کے مذہب کے اثر سے ہندو دھرم میں مردوں کے حقوق بڑھتے گئے اور عورت کے حقوق کی حفاظت نہیں کی گئی۔ بہرحال یہ ایک بڑی بدقسمتی ہے کہ قدیم ہندو دھرم کی بنا پر عورت کو جائیداد رکھنے کا حق نہیں دیا گیا ہے۔ ایک ایسی ہستی جو مرد کے [illegible] کی ذمہ دار ہے [illegible] ہندو شاستروں نے عورت کے [illegible] پر [illegible]

بالغ کی حیثیت میں عورت کی روحانی حیثیت

۱۔ مرد کے ساتھ برابر کی روحانی حیثیت

۲۔ تعلیم کا مطالعہ ضروری ہے۔

۳۔ نماز کی پابندی

۴۔ جنگ میں گرفتار ہونا

ہندوستان کا مشرقی نظام

Marfat.com

قیامت کا آغاز

عرب میں عورتوں کی آزادی کا انجام

عرب میں عورت کی حالت ہمیشہ پست نہیں تھی۔ ایک عورت سے کئی کئی شادیاں کرنا اور جب چاہا طلاق دے دینا، دو حقیقی بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنے کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تاہنگرت اور ہندی اخبارات

ماؤری دجارا نسلوں کی تہذیب

شرح حکومت اور شاہی اختیارات

شاہی اختیارات اور نظام حکمرانی

اسلامی تہذیب

طائف

طائف کا محل وقوع

فیضی لکھتا ہے۔

کا چیز کسی مخصوص زمانے یا ملک کے ادب کو زندہ رکھتی ہے

پروفیسر ہیری شیپارڈ Harry Shepard نے اپنی کتاب Literary Criticism میں ہاپ ہاؤس Hop House کے نزدیک۔

ہر وہ شے جو افراد کے جذبات اور احساسات سے وجود میں آئے ادب ہے۔

میلی نوسکی Malinowski کے نزدیک۔

"زندہ رہنے کے مجموعی سلسلے کا نام ثقافت ہے جو ہر قسم کے ذہنی، ترقی و مدارج

آلات پر مشتمل ہے۔"

گستاف لانسن Gustav Lanson کے نزدیک رسوم و روایات کتابیات نظریات

جذبات کے دلوں میں تخلیق اور پیدائش زندگی مذہب، سائنس اور فنون کا ایک دوسرا پر

ورثہ ہے اور مستقبل کے لئے تجربہ بھی ہے۔

رابرٹ ریڈ فیلڈ Robert Red Field کہتا ہے۔

"کسی انسانی گروہ کے علم اور سینہ سا ختہ فنون کو کیا ایسا نام دیا جاتا ہے

جو ان دونوں پر حاوی ہو۔"

ڈاکٹر برہان الدین محمد فاروقی لکھتا ہے۔

یہ جرمن کے لفظ Kultur سے ماخوذ ہے جس کا ترجمہ انگریزی میں

کیا جاتا ہے، مگر جو کچھ کہا جاتا ہے وہ زبان نہیں بلکہ اس کی زندگی

جو کچھ کیا جاتا ہے وہ بھی نہیں بلکہ ان تینوں کا مجموعہ ہے۔ کلچر انسان کی

بلکہ کسی سوسائٹی کا وہ مزاج ہے جس کی بدولت کسی گروہ میں جدت کا شعور پیدا ہوتا ہے

مذکورہ بالا تعریفوں سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ ثقافت کے بارے میں

اور ہر ماہر فن نے اپنے اپنے نقطہ نظر سے مختلف تعریفیں کی ہیں۔ قرین قیاس یہ

معلوم ہوتا ہے جب کہ تمدن آہستہ آہستہ کے آغاز سے ہی انسان کی زندگی

۱۔

ثقافت کے عوامل

ثقافت کے مختلف دو قسم کے ہیں، جن سے ثقافت نشوونما پاتی ہے، خارجی عناصر
اور داخلی عناصر۔

ثقافت کے خارجی عناصر میں ہر وہ چیز شامل ہے جو ثقافت کو متاثر کرتی ہے
اور کرتا ہے۔

تمدن

طریقے جو اخلاقی اصول پر مبنی ہوتے ہیں۔

تمدن کی اقسام

تمدن کی چار اقسام ہیں۔ بالفاظِ دیگر دنیا کے چار اہم تمدن ہیں ۱۔ حسّی تمدن ۲۔ عقلی تمدن ۳۔ اشراقی تمدن ۴۔ ایمانی تمدن۔

حسّی تمدن، دنیا کا مقبول ترین تمدن ہے جس کی بنیاد حواس اور ان کے تاثرات پر ہے یہ وہ تمدن ہے، جس کو ہر زمانہ کے لوگوں نے آسانی سے قبول کیا۔ اس تمدن کی حسب ذیل خصوصیات ہیں:۔

۱۔ ہر ایسی چیز کا انکار جو حواس کی گرفت میں نہیں آتی۔ ہر اس چیز کا انکار جس کی تشریح نہ کر سکتے ہیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ کسی نہ کسی حقیقت پر ایمان نہیں ہوتا جو اس سے بالاتر ہے۔ جب ان کی حسی حقیقتوں پر ایمان نہیں رہتا تو خوف یا امید پیدا نہیں ہوتی۔

۲۔ اس تمدن کے انکار کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر فرد اپنے کردار کا خود ذمہ دار ہے۔ آزادی، انفرادی اہمیت، ذاتی منفعت کے حصول کے لئے غلبہ اور زندگی کے ہر شعبہ میں گرفت رہتا ہے۔ اس نظامِ تمدن میں استعمال، نفع اندوزی اور خود غرضی پوری جد و جہد کا محرک ہوتا ہے۔

۳۔ استعمال اور خود غرضی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاشرہ دو طبقوں میں منقسم ہو جاتا ہے۔ ایک طبقہ وہ ہوتا ہے جس کے ہاتھ میں ضروریاتِ زندگی کے سرچشمے ہوتے ہیں۔ دوسرا طبقہ ہر قسم کے لئے پیداوار کا دست نگر رہتا ہے۔ ایک طبقہ اپنی فکر اور بازو کی طاقت کے بل بوتے پر دوسرے طبقہ کا استحصال کرتا ہے۔ ہر کمزور طبقہ کی زندگی میں ہمیشہ کے لئے بے چینی، اضطراب اور کشمکش رہتی ہے۔

۴۔ اس تمدن کا انسان اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں، اندر باہر کے ہر معاملہ میں، کچھ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ زمین کو اپنا وطن بنانا چاہتا ہے۔ شاندار عمارتیں تعمیر کرتا ہے۔ خوبصورت باغ لگاتا ہے۔ کام و دہن اور جنسی لذت کے لئے ہر قسم کا سامان مہیا کرتا ہے۔ جنوبی مغرب میں قدیم زمانہ کے ایسے کھنڈر ہیں جن کو دیکھ کر ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حسی تمدن کی بنیاد کتنی مضبوط تھی۔ ان کا تمدن اس زمانہ کا بڑا تمدن تھا۔ دولت، فن، شان و شوکت، جاہ و جلال اور سامانِ عیش کے لئے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرتے تھے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں بار بار آیا ہے۔ جن کے کھنڈر موجود ہیں۔ ان کا ذکر قرآن مجید میں بار بار آیا ہے۔

۵۔ اس تمدن کا انسان اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں، اندر باہر کے ہر معاملہ میں، کچھ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ زمین کو اپنا وطن بنانا چاہتا ہے۔ شاندار عمارتیں تعمیر کرتا ہے۔ خوبصورت باغ لگاتا ہے۔ کام و دہن اور جنسی لذت کے لئے ہر قسم کا سامان مہیا کرتا ہے۔ جنوبی مغرب میں قدیم زمانہ کے ایسے کھنڈر ہیں جن کو دیکھ کر ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حسی تمدن کی بنیاد کتنی مضبوط تھی۔ ان کا تمدن اس زمانہ کا بڑا تمدن تھا۔ دولت، فن، شان و شوکت، جاہ و جلال اور سامانِ عیش کے لئے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرتے تھے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں بار بار آیا ہے۔ جن کے کھنڈر موجود ہیں۔ ان کا ذکر قرآن مجید میں بار بار آیا ہے۔

"اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ"

"وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ"

تمام معاشرہ خود غرضانہ حقیقت کا پرستار ہے۔ معاشرہ میں محبت، اخوت، مساوات، ایثار اور [illegible] مفقود ہیں۔ ہر شخص ذہنیت، قومیت، ہوس، ملک گیری اور مادی ترقی کا شکار ہے، جس کی [illegible] سے حیوانی امن اٹھ چکا ہے۔ ان باتوں کو سامنے رکھ کر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یورپ کا یہ نفس [illegible] عقلی تمدن کہلانے کا مستحق ہے۔ دراصل دورِ حاضرہ میں یورپ کا تمدن مادی اور حسی تمدن ہے اور اس میں وہ تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں جو کہ حسی تمدن اور مادی تمدن میں پائی جاتی ہیں۔ یہ تمدن کی حیوانی تاریخ میں خاص اور حقیقی تمدن کا کہیں بھی نشان نہیں ملتا۔

اشراقی تمدن: اشراقی تمدن، حسی اور مادی تمدن کی بالکل ضد ہے۔ اس تمدن کی بنیاد [illegible] اور روحانیت پر ہے۔ اس تمدن میں مادیت کے خوف جگہ کی جاتی ہے۔ اس تمدن کے مالی [illegible] حقیقی راحت اور قلبی سکون اس وقت تک میسر نہیں آسکتا جب تک خرافات نفسانی کا بیخ [illegible] نہ کیا جائے۔ کیونکہ مادیت اور روحانیت دو اضداد ہیں جن کا اجتماع محال ہے۔ انسان اس وقت [illegible] زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ جبکہ وہ جسم کو آلہ کش سے بالکل مغلوب کر لیتا ہے۔ اس فلسفہ نے [illegible] اور میسحیت نے تجرد اور رہبانیت کی تعلیم دی۔ خود انہوں نے جسم کشی اور [illegible] لئے جنگلوں کو اپنا گھر بنا لیا۔ انسانی خواہشات کی بیخ کنی کی۔ اس [illegible] زندگی کی بنیادوں کو ہلا دیا۔ امراض، آفات اور بحران کا طوفان [illegible] ایک شکل میں [illegible]

الہامی تمدن: الہامی تمدن سے مراد وہ تمدن ہے جس کی بنیاد آسمان سے نازل [illegible] ذریعہ رکھی۔ سب سے پہلا تمدنی اصول حضرت آدم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر لوگوں کو سکھایا۔ ارشاد ہے: وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ (البقرہ ۲: ۳۱) اور آدم کو سب کے نام [illegible] دنیا کی جس قدر بھی اصول تمدن میں بناء پیدا ہوا۔ حضرات انبیاء ان تمدن کے [illegible] کی طرف نبی کریم ﷺ۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے تمدنی اصول کی تکمیل کے لئے آخری رسول کریم ﷺ کو بھیجا۔ انسان کی تمام کوتاہیوں اور نقائص کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ اصول تمدن کے دنیا کے بہت سے [illegible] کر دیا۔ اور [illegible] کا شبہ نہیں کہ ہم تمدن کی [illegible] نہیں جانتے کہ نہیں جانتے۔

[illegible] اور اس لئے [illegible] اس کی [illegible] مذاہب لیکن ساتھ ہی انسانی [illegible] کہ اس باب میں اس کی [illegible] خصیب ہے [illegible]

---

۱ [illegible]

تہذیب

تہذیب کے معنی

مذہب کی تاثیر

اسلامی تہذیب کے اصول

اسلامی تہذیب کی روح توحید ہے۔ اس میں ہر شعبۂ زندگی کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے

جاتی ہے، غریب اور امیر کی تقسیم ختم ہو جاتی ہے، رنگ و نسل کا امتیاز [illegible] صرف تقویٰ کی بنیاد پر [illegible] فرق نہیں رہتا۔

قرآن مجید میں مساوات انسانی کا سبق ان الفاظ میں دیا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ[1] اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو، بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: يا ايها الناس الا ان ربكم واحد وان اباكم واحد الا لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا لاحمر على اسود ولا لاسود على احمر الا بالتقوى[2] [illegible] کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر [illegible] کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے۔

اسلام نے سب سے پہلے دنیا کو مساوات کا عملی سبق دیا [illegible] تہذیب [illegible] آج بھی دنیا میں قائم ہے۔

اخوت اور اتحاد

اسلام [illegible] تفرقات [illegible] اور تفرقہ [illegible] کو مٹا کر اتحاد اور اخوت کی لڑی میں منسلک کر دیا۔

ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔

[illegible]

۱؎ الحجرات ۱۳ ۲؎ مسند احمد [illegible]

اور یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ رسول کریم ﷺ کی اس تعریف کے مطابق [illegible] تہذیب کا نمونہ ہوتا ہے جس سے قول اور فعل سے انتہا پہنچنے کا احتمال نہیں ہو سکتا۔

اعتدال اور میانہ روی

اسلامی تہذیب زندگی کے ہر شعبہ میں [illegible] کی تعلیم دیتی ہے اور افراط و تفریط سے روکتی ہے۔

قرآن مجید میں آتا ہے: وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا [illegible] اور اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا۔ امت وسط سے مراد ایسا گروہ ہے جو افراط اور تفریط سے پاک ہو۔

دوسری جگہ آتا ہے: وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا [illegible] اور دونوں کی درمیانی [illegible] نماز اسلام کی ایک عبادت ہے جس کو ارشاد نبوی میں دین کا ستون کہا گیا ہے۔ [illegible] اعتدال سے کام لینے کی تعلیم دی گئی ہے۔ حضرت عثمان بن مظعون نے جب [illegible] دن روزہ میں بسر کرنا شروع کیا تو رسول کریم ﷺ نے [illegible] حقوق ہیں [illegible] إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ [illegible]

[illegible] وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا [illegible]

[illegible]

دین اور دنیا کا امتزاج

[illegible]

[illegible] وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ [illegible]

[illegible]

[illegible]

سورۃ بقرہ ۲ : [illegible]

گناہ کو چھوڑ دو۔

[illegible]

مت جاؤ تم ان میں سے ظاہر ہوں اور چھپے ہوئے بھی۔

اعضا کو برائیوں کی آلائش سے بچانے کے لئے قرآن مجید میں آیا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ [illegible] اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے

کو آگ سے جس کا ایندھن [illegible] بچاؤ۔

کسی تہذیب کا درخت برگ و بار نہیں لا سکتا جب تک کہ اس کی جڑ میں

نہ دیا جائے۔ جب کسی تہذیب میں بداخلاقی و بدکرداری کا گھن لگ جائے تو وہ تہذیب تباہ ہو جاتی ہے۔

[illegible] دنیا میں جتنی تہذیبیں گزری ہیں گزشتہ کی وجہ سے گزری ہیں

[illegible]

الگہرشت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱؎ الانعام ۶ : ۱۵۱ -

۲؎ مائدہ ۵ : ۱۰۵ -

معاشرتی ادارے

[illegible]

[illegible]

۱۔ لسٹر ایف وارڈ Lester F. Ward [illegible]

۲۔ ای اے راس E. A. Ross [illegible]

۳۔ جوائس او ہرٹزلر Joyce O. Hertzler [illegible]

۴۔ ایل ٹی ہوب ہاؤس L. T. Hobhouse [illegible]

۵۔ ای سی ہیز E. C. Hayes [illegible]

۶۔ سی اے ایلوڈ C. A. Ellwood [illegible]

۷۔ رابرٹ میکائیور Robert M. MacIver [illegible]

آغاز و ارتقا

[illegible]

[illegible]

خاندان

خاندان : [illegible] وہ اکائی جو ایک [illegible] سے مرتب ہوتا ہے اور [illegible]
[illegible] کہتے ہیں [illegible] ایک قدرتی ادارہ ہے جس کی بنیاد [illegible]
[illegible] وجہ سے ہوئی انسان کو اپنی [illegible] کی [illegible]
[illegible] رہی۔ [illegible] ہی [illegible] زندگی کی بہتری [illegible] ثابت ہوئی [illegible]
دونوں کی فطرت کی وجہ سے خاندان [illegible] پیدا ہوا۔

معاشرتی زندگی میں خاندان کی اہمیت

۱۔ خاندان بچے کے لیے ابتدائی درسگاہ ہے۔ قدیم زمانہ میں [illegible]
ہی سمجھا جاتا تھا۔ جب بچہ اس دنیا میں سانس لیتا ہے تو اس کو [illegible]
پہلے پہل تو بچہ اس کی بولی اشاروں کے ساتھ [illegible] پر [illegible] کرتی ہے۔
ماں [illegible] کرنے کے [illegible] بان سکھاتی ہے۔ جب بچہ [illegible]
بچے کی اخلاقی اور [illegible] پر [illegible] کی [illegible] اثر [illegible]
ہیں جو مہذب [illegible] ہونی [illegible] ۔ [illegible]
کرتا ہے۔ وہ معاشرہ میں [illegible] کے ذریعہ کرتا ہے۔ خاندان [illegible]
ہے۔ اس سے معاشرہ کا منظم اور معاشرتی عادات کی اہمیت سمجھ آتی ہے۔

۲۔ خاندان شہریت کی پہلی درسگاہ ہے جہاں سے بچہ [illegible] نظم، نسبط کی [illegible]
سماجی بہبود اور [illegible] و فرائض کی ادائیگی کا سلیقہ سیکھتا ہے۔ [illegible]
کی [illegible]
[illegible] ہے۔

۳۔ خاندان [illegible] سیاسی شعور پیدا کرتا ہے۔ [illegible] خاندان کو ایک [illegible]
[illegible] ہی [illegible] ۔ اس وجہ سے [illegible] نے کہا کہ [illegible] ایک [illegible]
[illegible] سال [illegible] ۔ [illegible] ایک حکومت کا [illegible] کی طرح [illegible]

۴۔ خاندان معاشرہ میں معاشی ادارہ بھی سمجھا جاتا ہے۔ باپ اپنے [illegible]
[illegible] ۔ اگر والد اپنی [illegible] سے [illegible] کی [illegible]
[illegible] تو [illegible]

خاتمہ

تمام ناجائز طریقوں سے منع کیا ہے۔ یہ طریقہ [illegible] ہے۔ قرآن [illegible]
[illegible] ارشاد باری ہے: وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً
وَّسَآءَ سَبِيْلًا (اور زنا کے قریب مت جاؤ کیونکہ وہ [illegible]
ہے اور بری راہ ہے۔) رسول اکرم صلعم فرماتے ہیں: لا یزنی الزانی حین یزنی
وھو مومن ...... یعنی بالکل زانی جب زنا کرتا ہے [illegible]
اس وقت مومن نہیں ہوتا۔ اس جرم [illegible] ای الذنب [illegible]
[illegible] ان تزانی بحلیلة جارک [illegible]
گناہ [illegible] کہ گناہ نہیں جس کو کوئی شخص کسی [illegible]
لیے [illegible] حلال نہ تھا۔

[illegible] ولا تقربوا [illegible] اولادکم [illegible]

زنا کے نقصانات: (۱) زنا اخلاق کو برباد کر دیتا ہے۔ قوموں کی [illegible]
[illegible] خوف [illegible]
[illegible] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں [illegible]
اذن اللہ بہلاکہا۔ (الترغیب [illegible])

جب کسی بستی میں سود اور زنا [illegible] ہو جاتا ہے تو اللہ اس بستی کی [illegible]
دیتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے [illegible]
یہ نصیحت کی "دیکھو جس قوم [illegible]
سے ذلیل کر دیتا ہے۔ اور جس قوم [illegible]
کو [illegible] دیتا ہے۔ (تاریخ [illegible])

(۲) [illegible]
[illegible]
کے لیے [illegible] ہے۔

سنن [illegible] ۲۴ — مشکوٰۃ باب الکبائر
[illegible] — مشکوٰۃ باب الکبائر

لواطت: دو مردوں کا تکمیل شہوت کے لئے ایک دوسرے کے قریب آنا لواطت کہلاتا ہے۔ قرآن مجید نے اس غیر فطری فعل سے منع کیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنْكُمْ فَآذُوهُمَا فَإِنْ تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا عَنْهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَحِيمًا[1] اور تم میں سے اس کا ارتکاب کریں تو ان کو سزا دو پھر اگر وہ توبہ کریں اور اصلاح کر لیں تو ان کو جانے دو اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ دوسری جگہ ہے: أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ[2] کیا تم جہان کے مردوں کے پاس شہوت رانی کے لیے آتے ہو اور تمہارے لئے تمہارے رب نے جو بیویاں پیدا کی ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہو بلکہ تم حد سے نکل جانے والے لوگ ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من وجدتموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول (ترمذی ص ۱۴۸) تم جس کو قوم لوط کا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔ (ابن ماجہ عن ابن عباس) حضرت ابن عباس ہی روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو کسی مرد یا عورت سے لواطت کرتا ہے۔

اس مختصر اور غیر ہمدردانہ قلم سے انسان کی شہوانی قوت کی ترجمانی نہیں ہو سکتی۔ یہ کام تو کسی ادیب کا ہے۔

تو ایک مرد کو غیر عورت میں مبتلا کر کے اس کی دلیری درجہ زنا تک پہنچا دیتا ہے۔

تو بیان صاف کرنے کے ساتھ ہی انسان پر ذمہ داری بھی ختم ہو جاتی ہے۔

تو یہ ہے مختصر سی تشریح ان کی جو کہ آپ نے مانگی ہے۔

اب ایک مختصر حکیمانہ سی حرکت کے متعلق لکھتا ہے

ایک اور تفصیلی و شنیع حرکت بھی ہوتی ہے ..... جو اقدام ہے جس کے متعلق ہم بھی قریب قریب جانتے ہی ہیں اور اس حرکت کا نتیجہ بھی ایسی ہی پریشانی ہوتا ہے جیسی مذکورہ بالا حرکت میں ہوتی ہے

---

[1] النساء ۴: ۱۶ [2] الشعراء ۲۶: ۱۶۵-۱۶۶

ناجائز حکومت

عورت کے لیے ایک ایسا لباس ہے جو شیطان اس پر حملہ کرنے سے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں آتا ہے: وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ اور جو اس کے سوا ہیں وہ تمہارے لیے حلال ہیں۔ بشرطیکہ تم اپنے مالوں کے ساتھ پاکدامن بنو نہ شہوت رانی کرتے پھرو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے لیے لباس قرار دیا ہے: هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ وہ تمہارے لیے لباس ہیں جس طرح لباس انسان کے جسم کا پردہ پوشی کرتا ہے۔ اس طرح مرد اور عورت بے حیائی کی آلائشوں سے ایک دوسرے کی حفاظت کرتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج اے نوجوانو! تم میں سے جو شادی کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ شادی کر لے کیونکہ یہ نظر کو جھکانے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ اور جو شادی کی طاقت نہیں رکھتا وہ روزے رکھے کیونکہ یہ اس کی شہوت کو توڑتا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ہے: فلیتزوج فان خیر ہذہ الامۃ اکثرہا نساء شادی کرے کیونکہ اس امت کی بہترین خاتون وہ ہے جو سب سے زیادہ بچے جننے والی ہو۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے: دیتزوج فان لکسر شہوتہ واعفہ نفسہ وکثیر نسلہ شادی شہوت توڑنے نفس کو پاک رکھنے اور نسل کی کثرت کے لیے بہتر ہے۔

اسلام میں عفت اور پاکدامنی کی اہمیت: اسلام نے عفت اور پاکدامنی کی حفاظت پر اس لیے زور دیا ہے کیونکہ اس کی حفاظت پر ہی فرد اور قوم کی ترقی و استحکام کا دارومدار ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے: فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۔ اپنی نرمئ بیان کی حفاظت کیجئے کہ کوئی مرد جس کے دل میں کوئی روگ ہے لالچ کرے۔ فائدہ: تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ

---

۱ النور ۲۴: ۳۱
۲ البقرۃ ۲: ۱۸۷
۳ بخاری کتاب النکاح
۴ مشکوٰۃ کتاب النکاح
۵ تیمم ۲۴
۶ الاحزاب ۳۳: ۳۳

أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ فَإِنَّهُنَّ غَيْرُ مَلُومِينَ [1] ۔ یعنی
شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیوی سے یا ان سے جن کے
داہنے ہاتھ مالک ہوئے تو وہ ملامت کیے نہیں ۔ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ
حَافِظُونَ وَلَا يَزْنُونَ وَلَا يَقْتُلُونَ
زنا نہ کریں گی اور نہ اپنی اولاد قتل کریں گی اور نہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے
کوئی بہتان باندھیں گی ۔ یہ دختر رسول کریم صلعم نے عفت کی تعلیم دینے کے
بعد شباب قریش احتشام و حیا کو ولایت زنا سے منع فرمایا
اجتناب کرنا ۔ اور قتل اولاد کی شناعت سے آگاہ کیا
اس سے بڑھ کر اولاد کی حفاظت کیا ہو سکتی ہے؟ یہ شرم گاہوں کی حفاظت ہے"
جس کے لیے آپ نے

من توکل علی اللہ فھو حسبہ [2] کا سبق دیا ۔
آگر یہ سب شرم و حیا اور زبان کی حفاظت کی ذمہ داری لے لیں تو اس کے لیے جنت
کی ذمہ داری خدا کی ہے ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کی تربیت فرمائی ۔
اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کی نشو و نما کے لیے
آپ کی بیٹیوں پاک دامن اور عفیف بنائیں ۔
اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کی نشو و نما کے لیے
اللہ پر بھروسہ کرنے کا سبق دیا ۔ آپ کی تربیت کا
اور اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کی نشو و نما کے لیے

اور عورت کی اس کی تہذیب و تمدن ترقی زنانہ اسٹاف میں
شامل ہوئی اور اس کی تربیت کے لیے
اور ذات سے اس نے بیان سے لیا اور اس کی
اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کی نشو و نما کے لیے
اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کی نشو و نما کے لیے
اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کی نشو و نما کے لیے

کیا کہ اس کے پاس سکون حاصل کرے : وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہارے نفسوں سے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم ان سے تسکین پاؤ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمہ پیدا کیا یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو فکر کرتے ہیں۔

[illegible] : ڈاکٹر ایتین اس امر پر متفق ہیں کہ جماع انسان کی صحت کے لیے ضروری ہے۔ اگر زندگی تولید کے لیے ہے تو جماع بھی اس کے لیے ضروری ہے۔

جماع کا مقصد اگرچہ تولید ہے لیکن یہ صرف اسی کے لیے نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک فطری ضرورت بھی ہے اور اس کی اہمیت اس لحاظ سے بھی ہے کہ یہ ایک ایسا عمل ہے جو زندگی کے ہر مرحلے پر ضروری ہے۔ جماع کی کمی یا زیادتی سے انسان کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ جماع کی کمی سے انسان کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ جماع کی زیادتی سے انسان کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔

ڈاکٹر ایتین کا کہنا ہے کہ جماع کی کمی سے انسان کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ جماع کی زیادتی سے انسان کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔

ڈاکٹر ایتین کا کہنا ہے :

"جماع کی کمی سے انسان کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ جماع کی زیادتی سے انسان کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ جماع کی کمی سے انسان کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ جماع کی زیادتی سے انسان کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔"

ڈاکٹر ایتین کا کہنا ہے کہ جماع کی کمی سے انسان کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ جماع کی زیادتی سے انسان کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ جماع کی کمی سے انسان کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ جماع کی زیادتی سے انسان کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔

[illegible]

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں :

"مرد پر عیسیٰ میدان کا تقاضہ بس اوقت سے مستولی ہوجاتا ہے" [1]

تقاضے کی تکمیل ہیں: نیچہ سے کام لیا جائے کہ نوجوان جوان کو

بھی پہنچتا ہے اور وہ دل کو بھی" [2] (نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۱۲۰)

جالینوس نے اپنی کتاب حفظ الصحت میں لکھا ہے کہ :

بیوی سے اختلاط مخصوص عضو کے ساتھ تندرستی کے قائم

رکھنے والی چیزوں میں سے ایک بڑی فضیلت اور بہت سے امراض کو دفع کرنے

والی ہے" (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ ص ۲۴۲) ان کا یہ قول سچا ہے کہ نکاح

سے انسان کی صحت کے لیے فائدہ ہی ہے۔

احساس ذمہ داری پیدا کرنا : متاہل زندگی کا تیسرا فائدہ احساس ذمہ داری

پیدا کرنا ہے۔ نوجوان شادی کرتے وقت بچے پیدا نہیں ہوتے۔ کیونکہ بعد شادی شوہر کی توجہ کا

مرکز صرف اس کی اپنی ذات ہوتی ہے۔ لیکن شادی کے بعد کچھ ہی عرصے بعد یہ

صورت آجاتی ہے جب کہ بیوی کی آرام و آسائش کی ذمہ داری شوہر پر

آپڑتی ہے۔ اس کے بعد اولاد پیدا ہوتی ہے۔ جس سے مزید ذمہ داریاں پیدا

ہوتی ہیں۔ ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ ضروریات زندگی کو

پورا کرنے کے لیے اپنی تمام استعدادوں کو بروئے کار لاتا ہے۔ اس وجہ سے ابن

کثیر نے عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ الشباب الناکح

النکاح [3] یعنی نوجوانی میں تو نکاح ہی کرو۔

قرآن مجید میں آتا ہے :

إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ

وَاسِعٌ عَلِيمٌ [4] اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے ان کو

دولتمند بنا دے گا۔ اللہ وسعت والا ہے۔

---

[1] ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۷

[2] النور ۲۴ : ۳۲

رسول کریم صلعم کا ایک قول ہے۔ التمسوا الرزق بالنکاح یعنی نکاح کے ذریعہ رزق تلاش کرو۔ ان فرمودات سے واضح ہے کہ احساس ذمہ داری سے انسان جدوجہد کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور عمل اور کوشش سے ہی وسائل کو تلاش کرتا ہے جو رزق کی فراہمی کا موجب بنتے ہیں۔

جنسی میلان کا نکاح: جنسی میلان ایک طبعی جذبہ ہے۔ جب یہ میلان مرد عورت کے بجائے مرد مرد یا عورت عورت کی طرف مائل ہوتا ہے تو اس کا بھارکی حد تک بجانا کہ جنسی تسکین کے لیے زنا کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس وجہ سے جنسی میلان کی تسکین اور نسل انسانی کو قائم رکھنے کے لیے نکاح ضروری ہے۔ نکاح کا مذہب مذہب سنت نبوی بھی ہے۔

ازدواجی تسکین: نکاح انسان کی روحانی ترقی اور تزکیہ نفس کا ذریعہ ہے حضرت عیسیٰ اور ان کے حواری اپنے ایک عقیدت مند کو لکھتے ہیں۔

"ہمارا کہنا کہ شادی کرنے کے بعد باطن کی اصلاح نا ممکن ہے یہ نہیں کہ شادی کرنا ایسا کہ عبادت دل کو ہمہ تن مشغول رکھتا ہے اور روحانی آسائشوں کو ضائع کرتی ہے تو نفی عیاش کی کتاب کے نقاد نے کہا ہے کہ "ہر شادی قلب کو سیاہ کرتی ہے" مگر ایک عفاریت کا فعل کہ یہ سے دل کو شق ناقص ہوتی ہے۔"

حرام قرار دیا: اسلام نے بعض رشتوں کے احترام خاندانی تقدس کی پاکیزگی معاشرہ کی اصلاح اور ابتلا کے پیش نظر بعض رشتوں میں باہم نکاح حرام قرار دیا ہے۔

اس حرمت کی تین وجوہ ہیں۔ نسب۔ رضاعت اور مصاہرت۔

حرمت نسب: حرمت نسب ماں باپ کے تعلق سے بہت سے رشتے ناطے بنتے ہیں۔ یہ سات ہیں۔ تین عورتوں کی طرف سے اور چار مرد کی طرف سے۔

حرمت رضاعت: رضاعی رشتہ کی بنا پر مندرجہ ذیل رضاعی بہن رضاعت کی وجہ سے وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو حقیقی ماں باپ کے تعلق سے

ف ۱ دیکھئے [illegible] ۲ [illegible]

حرام ہوتے ہیں رسول کریم صلعم نے فرمایا: یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب یعنی رضاعت سے تمام وہ رشتے حرام ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔
حرمت مصاہرت: نکاح کے تعلق سے کچھ رشتے حرام ہو جاتے ہیں مثلاً ساس، سالی، بیٹے کی بیوی۔

حرمت سے نکاح نہایت ہی برا فعل اور گناہ ہے۔ ابن ماجہ نے ابن عباس سے ایک روایت نقل کی ہے کہ جو شخص محرمات میں سے کسی سے ملوث ہو اس کو قتل کر دو۔
مائیں: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ۔ تم پر تمہاری مائیں حرام کی گئی ہیں۔ اس کے حکم میں دادی، نانی پردادی اور نانی کی ماں اور ان کی ماں اوپر تک داخل ہیں۔
بیٹیاں: وَبَنَاتُكُمْ۔ اور تمہاری بیٹیاں۔ بیٹی کے حکم میں اولاد کی بیٹی پوتی نواسی اور ان کی بیٹی بھی شامل ہیں۔
بہنیں: وَأَخَوَاتُكُمْ اور تمہاری بہنیں۔ بہنوں میں سگی سوتیلی اخیافی بہنیں شریک ہیں اور باپ شریک بہنیں بھی شامل ہیں۔
پھوپھیاں: وَعَمَّاتُكُمْ اور تمہاری پھوپھیاں۔ پھوپھی کے حکم میں دادا کی بہن پردادا تک کی پشتوں کی بہن سب شامل ہیں۔
خالہ: وَخَالَاتُكُمْ اور تمہاری خالہ۔ ماں کی بہن سگی سوتیلی اخیافی کی بہنیں سب حکم میں شامل ہیں۔
بھتیجی: وَبَنَاتُ الْأَخِ۔ اور تمہارے بھتیجیاں۔ بیٹے کی بیٹی پوتی نواسی اور ان کی بیٹی حکم حرمت کے حکم میں شامل ہے۔
ساس: وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ: اور تمہاری بیویوں کی مائیں۔
سوتیلی بیٹی: وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ الَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ اور تمہاری پرورش کی ہوئی لڑکیاں جو تمہاری حفاظت میں ہوں ان عورتوں کی جن سے تم دخول کر چکے ہو۔

فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ۔
اور اگر تم ان سے دخول نہ کئے ہو تو تم پر گناہ نہیں۔
بہو: وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ۔ اور تمہارے ان

نکاح کے احکام: اسلام نکاح کو پختہ عہد قرار دیتا ہے۔ اس وجہ سے اس نکاح میں انتخاب کی آزادی دی گئی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ[1] ایسی عورتوں سے شادی کرو جو تمہیں پسند ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرنا چاہے تو اسے دیکھ لینا چاہیئے۔ حضرت امام بخاری نے ایک باب کا نام رکھا ہے۔ النظر الی المرأۃ قبل التزویج۔ یعنی نکاح سے قبل عورت کو دیکھنا۔ رسول کریم صلعم سے ایک حدیث مروی ہے۔ مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے شادی کرنے کا ارادہ کیا تو رسول کریم صلعم نے ان سے دریافت کیا کہ کیا تم نے اسے کبھی دیکھا ہے۔ مغیرہ نے جواب دیا یا رسول اللہ نہیں۔ جس پر حضور نے فرمایا پہلے دیکھ لو۔ کیونکہ اس سے زیادہ محبت اور موافقت پیدا ہونے کی توقع ہے[2]

عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی رضامندی دینے سے پہلے مرد کو دیکھ لے۔ نکاح میں مرد اور عورت دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ[3] اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ وہ اپنے خاوندوں سے نکاح کریں جب تک کہ ان کی عدت پوری نہ ہو لے۔

"عورت کو دینے کا وقت متفق ہونے سے قبل ہونا چاہیئے ..... عورت کے بے سفارش کی گئی ہے کہ وہ مرد کو کر کس سے نکاح کرنے پر آمادہ کرے۔ ایک نظر دیکھ لینے کے بعد کسی کو عورت کو خوش کرنے کی وجہ دکھائی دے عورت کے مد مد میں خوش کرنے کی۔ اور ان میں سے ہر ایک جب چاہیئے ایک دوسرے کو ناخوش کر دے۔ تاکہ وہ ایک دوسرے کے خدمتوں کا علم حاصل کریں اور ان کو نکاح کے بعد پچھتانا نہ پڑے"

نکاح خفیہ کیا جائے: تمام فقہاء نکاح کو علانیہ کرنے پر زور دیتے ہیں۔ سوائے ایک فقہاء کے جو یہ کہتے ہیں کہ نکاح کا اعلان کرنا

---

[1] النساء ۴: ۳

[2] مشکوٰۃ شریف، نکاح باب النظر الی المخطوبۃ

[3] البقرۃ ۲: ۲۳۵

الفضل الثانی

اور یتیموں کا امتحان لیتے رہو۔ یہاں تک کہ جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں تو اگر ان میں عقل کی پختگی پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔ فضول خرچی سے [illegible] کر کے ان کو کھا نہ جاؤ۔ چونکہ اسلام میں نکاح کی اصل بنیاد فریقین کی رضامندی ہے [illegible] اس لئے جب مرد اور عورت بالغ ہوں [illegible] نکاح کے لئے مرد اور عورت میں عقل اور تمیز ہونی [illegible] نکاح کا ولی [illegible] لیکن عورت کے بارے میں [illegible] ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کی منظوری دے سکتی ہے یا نہیں [illegible] ہدایہ میں لکھا ہے:

"ایک آزاد عورت جو بالغ اور عاقل ہو اس کی اپنی رضامندی سے اس کا نکاح ہو جاتا ہے خواہ وہ کنواری ہو یا بیوہ [illegible] اس کے ولی نے اس کے عقد کی توثیق نہ کی ہو۔"

شیعوں کا [illegible] مذہب ہے [illegible]

"ایک رشیدہ عورت کے نکاح کے لئے کسی ولی کی ضرورت نہیں۔"

[illegible]

[illegible]

حضرت [illegible]

[illegible]

پاکیزہ مردوں کے لیے پاکیزہ عورتیں اور پاکیزہ عورتوں کے لیے پاکیزہ مرد :

وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ (النور ۲۴ : ۲۶) پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے۔

تعدد ازدواج : اسلام سے پہلے دنیا کی دوسری قوموں میں تعدد ازدواج کا عام رواج تھا۔ اس منظر پر سے نہ تو کوئی مذہبی کتاب نہیں جس نے تعدد ازدواج کو ختم کیا ہو۔ یہ صرف مسلمان بادشاہوں نے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر کیا ہے۔ راجہ بھوج کی دو بیویاں تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار بیویاں تھیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک سو بیویاں تھیں۔

عرب میں تعدد ازدواج کا نظام رائج تھا۔ قبائل کے رؤسا ایک سے زائد شادیاں کرتے تھے۔ ہر شادی کو وہ ایک سیاسی معاہدہ سمجھا جاتا تھا۔

فرانس کا مشہور سائنس دان مانٹسکیو کہتا ہے کہ

"یہ وہ طبیعی کے بادشاہ تھے جنہوں نے پانچویں صدی میں سلطنت روما پر حکومت کی یہ سے زیادہ بیویاں کرتے تھے۔ اور اس کو اپنی شان و شوکت خیال کرتے تھے۔ ایک سیاح لکھتا ہے کہ

"اہل کیلیفورنیا بہت سے بادشاہوں کے مقابلہ میں اس مقدس کتاب کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں کہ عورتوں اور لونڈیوں کی کثرت سے وہ بندہ قریب رہتے ہیں جو ان کے ساتھ حلال ہو سکتے ہیں۔"

برٹن کہتا ہے :

"افریقہ کے تمام قبائل میں زیادہ عورتیں رکھنے کا رواج ہے۔ یہاں تک کہ ایک شخص بارہ سے تین سو تک بیویاں رکھتا ہے۔"

لین پول لکھتا ہے :

"ان تمام باتوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ اگر اسلام میں تعدد ازدواج کی اجازت نہ ہوتی تو یہ کام کیا ہوتا۔"

۱۔ سیرت النبی : ۳

وہی ہے۔ ارشاد ہے:

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً

اگر تمہیں خوف ہو کہ یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان عورتوں سے نکاح کر لو جو تمہیں پسند ہوں۔ دو دو اور تین تین اور چار چار۔ اگر تمہیں خوف ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی۔ یہی وہ قرآن مجید کی آیت ہے جس کا ابھی ذکر ہے۔ یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ اس آیت کریمہ میں حکم نہیں بلکہ ضرورت کے ساتھ اجازت دی گئی ہے جب تک وہ ضرورت اور اس اسباب پیش نہ آئیں اس وقت تک دوسری شادی کرنا مستحب نہیں۔

قرآن مجید تعدد ازدواج کی افادی اور اس کی ضرورتوں کو تسلیم نہیں کرتا یہ سب۔ انسانی ضروریات زمانہ اور حالات کے تغیر سے بدلتی رہتی ہیں۔ قرآن مجید نے تعدد ازدواج کو وقتی ضروریات کے ساتھ مقید کر دیا ہے۔ اگر اس تعدد ازدواج کی ضرورت پڑے تو اس تعلیم پر عمل کر لیا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو سب ذیل اسباب اور ضروریات کے تحت دوسری شادی کی اجازت ہے۔

۱۔ دنیا میں اکثر خون ریز جنگیں ہوتی رہتی ہیں جن میں لاکھوں مرد کام آتے ہیں جانتے ہیں۔ اس وقت اگر ایک ایک مرد کئی کئی بیویاں نہ کی جائیں تو عورتوں کی ایک خاصی تعداد باقی رہ جائے گی۔ جن کو ازدواجی زندگی میسر نہ ہو گی اور وہ بے آبرو ہو کر بیمار ہو جائیں گی۔ ہربرٹ اسپنسر اپنی کتاب علم الاجتماع میں لکھتا ہے۔

"تعدد ازدواج تو ان قوموں کے لیے بہت مفید ہے۔

آگے لکھتا ہے

وہ سبب کسی قوم پر کوئی ایسی مصیبت طاری ہو جس سے مردوں اور عورتوں میں بہت

وجہ سے اس قوم کے مرد کی جانیں تباہ ہو جائیں۔ عورتوں کی

سنہ انتساب ۱۹۲۲ء

[illegible] کو ان کے [illegible] دے دی جائے [illegible]
دوبارہ اس سے نکاح کرنے کی کوئی شکل ظاہری۔ معلق نے انسانہ کر دیا۔ پھر یہ آیت
نازل ہوئی تو لوگوں نے اپنی عورتوں کو بآسانی اپنے نکاح میں رکھنا شروع کر دیا۔ [illegible]

چوتھی صورت: جس طرح زمانہ [illegible] ہوتا ہے [illegible]
عدت گزر جانے کے بعد بھی نکاح جدید سے قبل منسوخ طلاق کی رجعت سے رجوع
کرنا جائز ہوتا ہے اور [illegible] ارشاد الٰہی ہے: اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ
بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ یعنی طلاق دو دفعہ ہے پھر شریعت کے
طریقہ سے روک لینا ہے۔

پانچویں صورت: قرآن مجید کی تعلیم کی رو سے عورت کو مہر کی ادائیگی [illegible]
ادائیگی کی وعدہ کر لینا جائز ہے [illegible] وَمَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ [illegible]
جائز نہیں ہے کہ تم اس مال سے جو کچھ بھی تم نے انہیں دیا ہو اس میں سے کچھ واپس
کو لو مگر یہ کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے پس اگر تم لوگ یہ خوف کرو کہ
وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان پر اس [illegible]
کچھ گناہ نہیں۔ یہ عورت فدیہ دے دے۔ دوسری جگہ آتا ہے: وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ
نِحْلَةً[3] اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دو۔

چھٹی صورت: طلاق مغلظہ۔ طلاق کی آخری [illegible] ایک نہ ہو [illegible]
خاوند تیسری طلاق بھی دے دے تو عورت کے بعد دوسرا نکاح کرنا اس کے لئے [illegible]
بلا رشادی نہیں کر سکتا ہے یہ نکاح [illegible] کسی [illegible]
بال مرتبہ سے کر سکتا ہے۔

طلاق کی اقسام: [illegible]

---

[1] البقرہ ۲: ۲۲۹

[2] البقرہ ۲: ۲۳۰

[3] النساء ۴: ۴

الحمد: تین طلاقیں دی جائیں تو وہ طلاق ثلاثہ کہلاتی ہے۔ حدیث ثلاثہ اجمد
میاں بیوی علیحدگی نہیں کر سکتے جب تک محلل کرائی دوسرا نکاح نہ کرے پہلے خاوند
سے علیحدگی یا عورت کی بھرپور لڑائی ہو کر عدت پار نہ کرے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِمَا أَن يَتَرَاجَعَا إِن ظَنَّا أَن يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ [1] پھر اگر وہ
اسے تیسری طلاق دے تو وہ عورت اس کے بعد اس کے لیے حلال نہیں یہاں تک
کہ وہ اس کے سوا دوسرے خاوند سے نکاح کرے پھر اگر وہ اسے طلاق دے دے تو ان
دونوں پر کچھ گناہ نہیں اگر وہ ایک دوسرے کی طرف رجوع کر لیں بشرطیکہ ان کو یقین ہو کہ
اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے۔

پس اگر تین طلاقیں دی جائیں اور عدت گزر جائے تو وہ طلاق بائنہ بن
جاتی ہے دوسرے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے لیکن پہلا بیوی دوبارہ نہیں بنا سکتا ہاں تو
تجدید نکاح سے دوبارہ بن سکتی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ
فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ [2] طلاق دو دفعہ ہے پھر لپیٹ
لینا دستور کے موافق یا چھوڑ دینا بھلی طرح سے۔

نوٹ: تین طلاقیں اکٹھی نہ دی گئی ہوں تو قول یا عمل سے رجوع ہو سکتا ہے
تجدید نکاح کی کوئی ضرورت نہیں۔

طلاق دینے کی تین صورتیں: طلاق دینے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک ہی وقت تین
طلاقیں دے دی جائیں۔ عدت کے تین طہروں میں خیال کر کے دی جائیں۔ یہ طلاق بدعی ہے۔
اس طلاق کو بھی کچھ علماء نے سخت ناپسند کیا ہے لیکن اس کی روایت ہے کہ رسول کریم
کو ایک شخص کے متعلق خبر دی گئی کہ اس نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ اکٹھی طلاق دی ہے:۔
فقام غضبان ثم قال ایلعب بکتاب اللہ عزوجل وانا بین اظہرکم
کہ آپ غصہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ کیا اللہ کی کتاب سے کھیلا جاتا ہے
جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔

---

[1] سورۃ البقرۃ ۲: ۲۳۰ [2] سورۃ البقرۃ ۲: ۲۲۹
[3] مشکوٰۃ المصابیح باب الخلع والطلاق صفحہ ۲۸۴

فرزند صادق

مؤلفہ سید ظہیر حسن زیدی

فان تسمیا والا فرق بینهما۔ [illegible] ج ۲ ص ۱۰۲ ج

کسی عورت سے نکاح کرے اور اس عورت سے تعلق مباشرت قائم کرنے کا ارادہ ہو

تو اس کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔ اس کے بعد وہ اپنے [illegible]

نسبت بہتر سمجھے دونوں میں علیحدگی کر دی جائے گی۔ الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ

(فقہ حنفی کی مصری کتاب) [illegible]

ایلاء

ایلاء کے معنی ہیں قسم کھانا۔ وہ قسم جس کی خلاف ورزی کی وجہ سے

شریعت اسلامی میں یہ ہے کہ مرد قسم کھائے کہ میں اپنی بیوی کے پاس نہیں جاؤں گا

چار ماہ کے اندر اپنی قسم توڑ کر کفارہ ادا کرنا چاہیئے ورنہ چار ماہ کے بعد طلاق پائن ہو جائے گی۔

یہ حنفی امام ثانی کے نزدیک ہے۔ [illegible] مالکیہ حنفیہ کے مذہب

[illegible] کی تفریق کے برعکس کہتے ہیں کہ [illegible] کیونکہ وہ [illegible]

[illegible] قائم ہو جائے گا۔ [illegible] مرد کی [illegible]

مالکیہ کا یہ مذہب ہے: اگر قاضی [illegible] تو [illegible]

نہ کرے تو وہ اسے طلاق دینے کا حکم دے گا۔ لیکن اگر وہ [illegible]

اسے ایک رجعی دے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ قاضی خود طلاق نہ دے [illegible]

دے کہ وہ خود اپنے آپ کو طلاق دے دے [illegible]

اگر کسی جگہ [illegible] تو [illegible] کی [illegible]

حنابلہ کہتے ہیں: اگر ایلاء کرنے والا چار ماہ سے پہلے [illegible]

[illegible] اپنی بیوی سے تعلق مباشرت [illegible]

کر دے تو [illegible] طلاق نہیں ہوگی [illegible] کی طرف سے [illegible]

[illegible] دیا جائے گا کیونکہ اس مدت میں [illegible]

۱؎ ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۱

۲؎ الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۴

صفحہ ۹۱۰ تا ۹۱۲۔

وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ

اور جو لوگ اپنی عورتوں کو ظہار کہہ دیتے ہیں پھر اس کی طرف رجوع کرنا چاہتے ہیں کہا تو ایک غلام کا آزاد کرنا ہے، اس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ اس کے ساتھ تمہیں وعظ کیا جاتا ہے اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے۔ پھر جو نہ پائے تو دو مہینے کے متواتر روزے رکھے، اس سے پہلے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ پھر جو اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دے۔

لغات: ظہار کا لفظ عربی میں اس وقت بولتے ہیں جب کسی شوہر کو اپنی بیوی کی کوئی چیز کہ جیسے پیٹھ یا پیٹ وغیرہ اپنی ماں کی مانند کہہ دے۔ قرآن مجید میں آیا ہے۔

وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا ذٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا

اور جو لوگ اپنی عورتوں پر تہمت لگائیں اور خود اپنے سوا اور گواہ نہ رکھتے ہوں تو ان میں سے ایک کی گواہی یہ ہے کہ اللہ کی قسم کھا کر چار بار کہے

---

۱ سورۃ البقرۃ ۲: ۲۲۶ تا ۲۲۹

۲ سورۃ النور ۲۴: ۶ تا ۹

ملزوم ہے۔ سوسائٹی کا اتنا اہم اور ضروری جزو ہونے کے باوجود اسے دنیا کے
قبل از اسلام اقوام مثلاً اور مذاہب میں عورت کا درجہ بہت ہی پست تھا۔ وہ مردوں کی
ٹھوکر اور دست نگر خیال کی جاتی ہے۔ پرانی ترقی یافتہ اور مہذب اقوام میں عورت کو
منقولہ جائیداد تصور کی جاتی تھی۔ اس کا مفصل ذکر گذر چکا ہے۔

اسلام نے عورت کا درجہ وہ حیثیت دے کر متعین کیا ہے۔ ایک طرف تو مرد
اور عورت کی حیثیت کو عمومی حیثیت سے جو انسانیت کا وہی درجہ دیتا ہے
جو مرد کو حاصل ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ
نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً
اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے
اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔ اس آیت کریمہ میں
مرد اور عورت کو ایک ہی اصل سے قرار دے کر دونوں کو انسانیت میں برابر کا درجہ
دیا ہے۔ دوسری طرف انفرادی حیثیت سے بھی مرد اور عورت کو برابر کا درجہ دیا ہے جس طرح مرد اپنے
اعمال کا ذمہ دار ہے اسی طرح عورت بھی اپنے اعمال کی ذمہ دار ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا۔ جو نیک کام
کرے مرد ہو یا عورت، اور ہو وہ مومن تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرہ
بھر ظلم نہ کیا جائے گا۔ نیز فرمایا: لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ۔ مردوں کا حصہ
ہے جو وہ کمائیں، اور عورتوں کا حصہ ہے جو وہ کمائیں۔

سلہ النساء ۴: ۱ ۲ہ النساء ۴: ۱۲۴

۳ہ النساء ۴: ۳۲

زندگی کا خیال آتا ہے نہیں۔ آزاد اور خوش وقتی سے پہلے [illegible]
کے مرد تھوڑے ہوتے ہیں آج ہر ایک اس کی تجارت کرتی ہے
دوشیزگی اور بکارت کو ایک دقیانوسی چیز سمجھا جاتا ہے
کی لڑکی اس کو ایک مصیبت خیال کرتی ہے۔ اس سے نہ بچ
ہیں یہ ہے کہ جنسی تسکین نفس کی خوشی حاصل
اسی چیز کی تلاش میں وہ رقص خانوں، ناٹک گھروں، ہوٹلوں اور
کے چکر لگاتی ہے اور ان کی جستجو میں وہ بالآخر اپنی بربادی کے ساتھ
موٹر کی سیر کے لیے بھی جانے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ اور جب
میں وہ جان بوجھ کر خود اپنی خوشی سے اپنے آپ کو لیے
ہیں اور اسے حرکات میں مبتلا دیتی ہے اور پھنسا لیتی ہے۔ یہ
صنفی جذبات کو مشتعل کرنے والے ہیں اور پھر اس کے آخری نتائج
ہیں ان سے وہ کبھی نہیں بچ سکتی۔ یہ

جنسی آزادی اس آزادی اور مساوات کا نتیجہ ہے جو یورپ نے عورت کو دے
رکھی ہے اور یورپ کے مفکرین ان نوجوانوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں
اور سمجھتے ہیں کہ بات واقع ہو جاتی ہے کہ جنسی مساوات اور آزادی
پیدا کیا ہے وہی بین فطرت کے مطابق ہے اور وہی عاشرہ کی پاکیزگی
ہے۔ اس کی تصدیق مغربی حکماء اور ماہرین نفسیات سے بھی کی
المانہ کی ایک کتاب [illegible]

"مرد اور عورتوں کے درمیان جو اختلافات پائے جاتے ہیں ان
نوعیت کچھ ایسی اختلافات کی ہے جس کی رگوں [illegible]
جرمنی سے پیدا ہوتے ہیں مگر ان کے بنیادی اختلافات کی وجہ سے
ہوتے ہیں۔ ان کا اثر صنف نازک کے ہر حصہ پر پڑتا ہے۔ مرد اور
عورتوں کے درمیان جو نفسیاتی اختلافات اسباب کی وجہ سے ان
بنیادی اختلافات کو نہ تو ترقی دینے کی وجہ سے نہ ہی [illegible]

۱؎ بحوالہ پردہ صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵

زوجین کے حقوق و فرائض

حقوق [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] واجب ہے۔

[illegible]

[illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

[illegible]

بیوی کے حقوق

۱۔ بہتر سلوک

[illegible] شوق

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سورۃ لیل ۹۲: ۷ [illegible] ابوداؤد، ابن ماجہ

[illegible] ترمذی باب ما جاء فی حق المرأۃ علی زوجہا

ارشادِ الٰہی ہے: لَتَسْكُنُوْنَ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ ...

اپنے مقدور کے مطابق وہیں رہائش اختیار کرو جہاں تم خود رہتے ہو۔

تفسیر: قرآن مجید میں آتا ہے: وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ... کے متعلق شدید تنبیہ کی گئی ہے۔

حدیث میں آتا ہے: مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا ... اور قرآن مجید میں ہے: وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ ...

حدیث میں آتا ہے: مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ ... کہ جو شخص تین لڑکیوں کی پرورش کرے ...

لڑکیوں کی پرورش پر تعزیت کی ممانعت

تفسیر: ... جو شخص کوئی چیز ... کی طرح روپیہ پیسہ کما سکتی ہے ... انتظام ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے: لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ ...

اس سے ایک حصہ ان لوگوں کے لیے ہے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ کر مریں ...

جو عورتیں والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ کر مریں ...

قتلِ اولاد

قتلِ اولاد کی ممانعت ... کے متعلق ...

قرآن نے بیسیوں جگہ تحمل اور بردباری سے کام لینے کی تعلیم دی ہے۔ اگر ان کی بعض حرکات ناپسند بھی ہوں تب بھی تحمل سے کام لینا چاہیے۔ ارشاد ہے:

فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا[1]

(اگر تم انہیں ناپسند کرتے ہو تو ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت سی بھلائی رکھ دے۔ قرآن نے یہاں عورتوں کو تسلی دینے کے ساتھ ساتھ مردوں کو ہدایت کی ہے کہ عورتوں پر ظلم و تعدی نہ کی جائے۔ ارشاد ہے:

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا[2]

(ان کو ضرر دینے کے لیے نہ روکو کہ زیادتی کرو اور جو ایسا کرے گا وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا۔ اللہ کے احکام کو ہنسی نہ بناؤ۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر تم ان کو اچھی نہ لگیں تو ممکن ہے کوئی چیز تمہیں اچھی لگے اور اللہ اس میں بہت سی بھلائی پیدا کر دے۔ اس طرح عورت کو بیکار سمجھ کر چھوڑ دینے کی بھی ممانعت کر دی گئی ہے۔ ارشاد ہے:

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا[3]

(اپنی بیوی کو اونٹنی کی طرح ہرگز نہ باندھو لا تقربوا جہاں وہ تمہیں اچھی نہ لگے وہاں اس کے پہرے پر نہ بیٹھ جاؤ اور نہ اس کو تنگ کرو۔ اگر اس کا دل بھی آ جائے تو یہ کافی نہیں ہوتا)

سرزنش کی انتہا چونکہ اسلام ایک عملی دین ہے اس لیے اس نے ہر اس چیز کی جو فی الواقع اذیت دینے کی ادنیٰ حد تک پہنچتی ہے ممانعت کر دی ہے۔ ارشاد ہے:

وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا[4]

(عورتوں کی سرکشی کا تمہیں ڈر ہو تو ان کو وعظ و نصیحت کرو اور ان کے بستروں سے

---

[1] النساء ۴: ۱۹ [2] البقرۃ ۲: ۲۳۱

[3] بخاری باب ما یکرہ من ضرب النساء [4] مشکوٰۃ ص ۲۸۰

[5] مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء [6] النساء ۴: ۳۴

اگلے زمانہ اور ان کو دیکھو اگر وہ تمہاری مخالفت اور تم ان کے خلاف کوئی راہ تلاش نہ کرو۔

اس کے بعد آپ نے مرد و عورت کے باہمی تعلقات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: "اگر شوہر اپنی بیوی کو یا بیوی اپنے شوہر میں کوئی ایسی بات دیکھے جو اس کی طبیعت کے خلاف ہو تو اس کو چاہیے کہ صبر کرے۔ ایک عورت کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔ اور ایک مرد کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں کہ اس کی بیوی اس سے ناراض ہو۔ اگر شوہر اپنی بیوی کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے اور بیوی اپنے شوہر کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے تو ان کی زندگی بہت خوشگوار ہو جائے گی۔ اور ان کے دل کینہ اور بغض سے پاک ہو جائیں گے۔ اور ان کے گھر جنت کا نمونہ بن جائیں گے۔ اور ان کی زندگی میں سکون اور اطمینان کی فضا پیدا ہو جائے گی۔ اور ان کے دل ایک دوسرے کی محبت سے لبریز ہو جائیں گے۔ اور ان کی زندگی میں ایک نئی روح پیدا ہو جائے گی۔ اور ان کی زندگی میں ایک نئی روح پیدا ہو جائے گی۔

اگر ہم اپنی زندگی میں یہ اصول اپنا لیں تو ہمارے گھر جنت کا نمونہ بن جائیں گے۔ اور ہمارے دل ایک دوسرے کی محبت سے لبریز ہو جائیں گے۔ اور ہماری زندگی میں ایک نئی روح پیدا ہو جائے گی۔ اور ہماری زندگی میں ایک نئی روح پیدا ہو جائے گی۔

---

[1] [illegible]

انگیز ہے۔

باہمی مصالحت کی کوشش میاں بیوی کی زندگی میں کئی بار ناراضی و تکرار کے مواقع آتے ہیں۔ ناراضی اور تکرار کی نوبت طلاق پر ختم کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے اور وہ حتی الوسع اختیار کرنا چاہیے۔ اسی لیے قرآن مجید میں ہدایت کی گئی ہے کہ فریقین باہم مصالحت کی کوشش کریں اور اس کوشش کے لیے ثالثین مقرر کیے جائیں۔ اگر ثالثین کی کوشش سے فریقین میں صلح ہو جائے تو بہتر ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ

[illegible]

طلاق کے احکام

[illegible]

۱؎ النساء ۴: ۱۲۸ ۲؎ النساء ۲: ۳۵

۳؎ النساء ۴: ۳۵

مطلقہ عورت کو ثلاثی سے روکنے کی ممانعت

حدیث میں آتا ہے: عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا زنت عند الرجل امرأتہ فلم یعذل بینھما جاء یوم القیامۃ وشقہ ساقط۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم نے فرمایا جب کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور ان میں انصاف نہیں کرتا تو قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا نصف بدن شل ہوگا۔

مطلقہ عورت کو ثلاثی سے روکنے کی ممانعت

سے دوسری شادی سے روکنا۔ اسلام عورت کو ثلاثی سے روکنے کی ممانعت کرتا ہے۔ ارشاد ہے: وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر چکیں تو انہیں اس بات سے مت روکو کہ وہ اپنے خاوندوں سے نکاح کر لیں جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہو جائیں۔

نکاح ثانی میں عورت کی مرضی کا لحاظ

کسی عورت کا نکاح ثانی اس کی مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اسلام نے عورت کو نکاح ثانی میں جو حق دیا ہے اس کی نظیر دنیا کے کسی قانون میں نہیں ملتی۔ اسلام سے پہلے عورت کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ اپنی مرضی سے نکاح کر سکے۔ اس کے ولی اور سرپرست اس کا نکاح جس سے چاہتے کر دیتے تھے۔ اسلام نے عورت کو یہ حق دیا کہ وہ اپنی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے۔ اس کے ولی اور سرپرست اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح نہیں کر سکتے۔ اس کا نکاح اس کی مرضی سے ہوگا۔ اس کی مرضی کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا۔

حافظ ابن القیم ایک نام اور بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ... عیب ینفر الزوج الآخر والا یحصل بہ مقصود النکاح من المودۃ والرحمۃ یوجب الخیار[1] یہ وہ عیب ہیں کی وجہ سے وہ ہمبستری کرنے میں اور اس کا مقصد محبت اور مودت سے فوت ہو جاتا ہے تو ایسی حالت میں علیحدگی ضروری ہو جاتی ہے۔

بیوی کے جذبات کا احساس

خاوند کا یہ فرض ہے کہ وہ عورت کے جذبات کا پاس کرے۔ حضرت عمرؓ نے ہمبستری کے بعد کچھ عرصہ کے لئے جہاد کے لئے جانے کا حکم دیا ہوا تھا۔ ایک دفعہ آپ نے دیکھا کہ ایک شخص جو ابھی ابھی جہاد سے واپس آیا ہے اپنی بیوی سے ہمبستری کرنے کے لئے اس کی طرف جا رہا ہے۔ آپ نے اس کو اس سے روک دیا۔ اس نے کہا کہ قرآن مجید کی اس آیت سے ہوتی ہے۔ لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِن فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ[2] اس لئے میں نے قسم کھائی ہے چار ماہ تک بیوی کے پاس نہ جانے کی اور اللہ تعالیٰ رحم کرنے والا ہے۔ اگر کوئی خاوند چار ماہ تک بیوی کے پاس جانے کی قسم کھا لے اور رجوع نہ کرے تو اس صورت میں عورت کو طلاق ہو جائے گی اور وہ دوسری شادی کرنے کی اجازت ہو جائے گی۔

اخلاقی حقوق

اظہار وفاداری

خاوند کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی سے ہمیشہ محبت اور وفاداری کرے۔ اگر ایسی بیماری یا آفت کی وجہ سے جس میں عورت مبتلا ہو جائے تو عورت کو بدشکل ہو جانے کی وجہ سے بدسلوکی نہ کرے بلکہ اپنی وفاداری محبت اور پیار کا اظہار کرے۔ اس سے بیوی کا دل مضبوط ہو جائے گا اور وہ اپنے شوہر کو خوش کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے سے

---

[1] زاد المعاد ج ۴ صفحہ ۳۱۰ [2] سورۃ البقرۃ ۲ : ۲۲۷

بیوی کے نان و نفقہ کی ذمہ داری

والدین سے سلوک کی اہمیت

سے کچھ واپس لو جو تم نے انہیں دیا ہے۔

اخلاق اور آخرت سنوارنے کی کوشش

جہاں مرد پر شادی کے بعد [illegible] فرض عائد ہوتے ہیں [illegible] یہ بھی فرض ہے کہ بیوی کے اخلاق کو سنوارنے اور اس کی آخرت کو بنانے کی فکر کرے۔ ارشاد الٰہی ہے: قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا [1] [illegible] کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ: وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ [2] [illegible] کو ڈراؤ۔

خاوند کا اپنا صاف ستھرا رہنا

عورت جب اپنی صفائی [illegible] جمالیت بہت [illegible] فرض ہے کہ وہ اپنے لباس اور جسم کو صاف ستھرا رکھے تاکہ اس کی بیوی [illegible] کسی صحابی کو گندے لباس میں دیکھ کر [illegible] حضرت [illegible] کی روایت ہے کہ [illegible] ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے [illegible] کو درست کرے چنانچہ اس نے سر اور داڑھی کے بال درست کئے [illegible] کہ یہ بہتر نہیں [illegible] آپ نے [illegible] شیطان [illegible] [illegible] رہ سکتا ہے۔

خاوند کے حقوق
(بیوی پر)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱؎ تحریم [illegible]

۲؎ الشعراء ۲۶:۲۱۴

اذا دعا الرجل امرأته الی فرشه فابت ان تجئ لعنتها الملئکة حتی تصبح (بخاری)

جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کر دے تو فرشتے صبح تک لعنت کرتے رہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ خیر خیرات بیوی کا خاوند کی خدمت کرنا اور اس کا حکم بجا لانا ہے۔ اگر بیوی کے ذمہ فرض نماز ہو تو خاوند کی خدمت کو مقدم رکھے۔ اگر خاوند کسی امر کی اجازت نہ دے تو اس سے اجتناب کرے۔ لونڈی سے کثرت جماع کرنا۔ اگر خاوند کسی عورت کی صحبت کے لئے جائے تو بیوی کا اس کے ساتھ جانا۔ اگر خاوند بیوی کو بلائے تو بیوی کا انکار کرنا۔ اگر خاوند بیوی سے ہم بستر ہو تو بیوی کا روزہ رکھنا۔ اگر خاوند بیوی کو مارے تو بیوی کا اس کے منہ پر مارنا۔ اگر خاوند بیوی کو گالی دے تو بیوی کا جواب دینا۔ اگر خاوند بیوی کو بددعا دے تو بیوی کا بددعا دینا۔ اگر خاوند بیوی کو کوئی چیز دے تو بیوی کا اس کو واپس کرنا۔ اگر خاوند بیوی کو کوئی چیز دے تو بیوی کا اس کو واپس کرنا۔

حقوق

اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں ان کی نظیر دنیا کے کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔ اسلام سے پہلے عورت کی حالت بہت ہی ابتر تھی۔ عورت کو کوئی حق حاصل نہ تھا۔ وہ مرد کی ملکیت سمجھی جاتی تھی۔ اسلام نے عورت کو وہ حقوق دیئے جو مرد کو حاصل تھے۔ اسلام نے عورت کو ماں، بیٹی، بہن، بیوی کی حیثیت سے جو حقوق دیئے ہیں وہ ہر لحاظ سے قابل قدر ہیں۔

رکھنے کے لیے طریقے بھی بتلا دیئے ہیں۔

تحفظات کے یہ طریقے تین قسم کے ہیں۔

۱۔ **اصلاح باطن**: اسلام نے اصلاح باطن کی بنیاد معرفت الٰہی پر رکھی ہے جتنی اللہ کی معرفت زیادہ ہوگی اتنا ہی گناہوں کی وادی سے دور رہے گا۔ اللہ کی معرفت بری خصلت جس سے انسان اپنے دل کو پاک نہ رکھ سکتا ہے۔ تعزیری قوانین سے ڈر کر رک سکتا ہے جو سوسائٹی کے لیے ناگزیر ہو سکتے ہیں لیکن تعزیری قوانین دل کو پاک نہیں کر سکتے اس لیے قرآن پاک کی تمام تعلیمات کا محور ایمان باللہ ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا تصور مستحکم ہوگا وہ کبھی جان بوجھ کر گناہ نہیں کرے گا۔ جس طرح وہ شخص جس کو یہ علم ہو کہ پانی میں سانپ ہے اس میں ہاتھ نہ ڈالے گا۔ اسی طرح جس کا دل اللہ کی حقیقی معرفت سے منور ہو وہ کبھی جان بوجھ کر قریب نہیں پھٹکے گا۔ اللہ کی حقیقی معرفت کا نہ ہونا ہی گناہوں کے ارتکاب کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حقیقی معرفت حاصل کرنے کے لیے ذکر الٰہی، دعا، [illegible] کا حکم دیا ہے۔ انسان [illegible] اللہ تعالیٰ نے فکرات [illegible] کا حکم دیا ہے۔ انسان [illegible] پھوٹتی ہے۔

[illegible]

سلہ الاعراف ۷:۲۷

ڈھانکنے لگے۔

آدم علیہ السلام کو اپنی لغزش کا احساس شرم و حیا کی وجہ سے ہوا، اور یہ وہ فطری خوبی ہے جس سے انسان بُرائیوں سے بچتا ہے۔

رسول کریم صلعم فرماتے ہیں الحیاء خیر کلہ یعنی حیا سراسر بھلائی ہے ان لکل دین خلقا وخلق الاسلام الحیاء ہر دین کے لیے ایک خصلت ہوتی ہے اور اسلام کی خصلت حیا ہے۔

[illegible] اسلام نے عورت کی عفت کو [illegible] جس کی انسدادی تدابیر میں سب سے بڑی تدبیر یہ ہے کہ عورتوں کو گھر کی چار دیواری میں محصور رکھا جائے اور کسی کام کے لیے بھی گھر سے باہر قدم نہ رکھنے کی اجازت نہ دی جائے۔ [illegible] یہ تصور جاہلانہ اور غلط ہے۔ اسلام میں پردہ سے [illegible] صرف یہ ہے کہ عفت اور آزادانہ اختلاط مرد و زن اور [illegible] کے درمیان [illegible] اس سلسلہ میں جس [illegible] دی ہے۔

[illegible] اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو۔

اس آیت سے یہ مفہوم نہیں کہ عورت گھر کی چار دیواری سے باہر نہیں نکل سکتی اس کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] اور بے [illegible] کے گھر سے باہر نہ نکلیں جیسا [illegible] کرتی تھیں [illegible] کی بات کہی جا رہی ہے کہ [illegible] سے اپنے گھروں سے باہر [illegible]

[illegible] سوا [illegible] کو اپنے [illegible] کے باہر [illegible] کی [illegible] ہو جس کی [illegible]

[illegible]

جائیں اور انہیں ایذا نہ دی جائے۔

۱؎ الاحزاب ۳۳ : ۵۹

حضرت علی رضؓ سے ایک دفعہ رسولِ کریم صلعم نے فرمایا: یا علی اتبع النظرۃ النظرۃ فان لک الاولی ولیست لک الاخرۃ[1] اے علی ایک بار نظر پڑ جانے کے بعد دوبارہ نہ دیکھو کیونکہ تمہارے لیے صرف پہلی نظر معاف ہے دوسری نہیں۔ بعض روایات میں آپ نے فرمایا انظرق بصرک (ابن کثیر) تو پہلی نظر کے بعد دوسری نہ ڈال۔ ایک دفعہ فرمایا: غضوا ابصارکم واحفظوا فروجکم[2] اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرو۔ طبرانی میں ہے رسول کریم صلعم نے فرمایا: فلتغضن ابصارکم ولتحفظن فروجکم[3] تم ضرور اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔

اوطہ پیچ سے استفادہ کرنا

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ[4] اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو یہ تمہارے دلوں کے لیے اور ان کے دلوں کے لیے بہت پاکیزگی کا سامان ہے۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ غیر مرد آزادانہ دوسرے گھروں میں نہ جائیں۔

غیر مردوں سے کرخت لہجہ میں بات کرنا

إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا[5] اگر تقوی اختیار کرو تو نرم آواز میں بات کہو ایسا نہ ہو کہ وہ شخص کے دل میں جس کے دل میں بیماری ہے طمع کرے اور نیکی کی بات کہو۔

عموماً عورتوں کی آواز میں شیرینی اور جاذبیت ہوتی ہے اس وجہ سے عورتوں کو تعلیم دی ہے کہ اگر وہ کسی ضرورت کے تحت کسی مرد سے کلام کرنا پڑے تو وہ انداز کلام اختیار کریں تاکہ وہ غلط امید نہ لگا لے۔

عام گزرگاہوں سے اجتناب کرنا

گزرگاہوں اور عام راستوں پر عورتوں کا چلنا فتنہ کا سبب بنتا ہوتا ہے جہاں عورتوں کا چلنا فتنہ کا سبب بنتا جاتا ہے اس وجہ سے عورتوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ یہ راستہ کے کنارے چلیں۔

---

[1] مشکوٰۃ ۲۶۹ [2] الجامع الصغیر ص ۴۰۴

[3] ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۲ [4] الاحزاب ۳۳: ۵۳ [5] ۳۳: ۳۲

[illegible] فرماتے ہیں: استأخرن فتنہ بن کر ان مختلف طریق
[illegible] ذات متعلق سے عورتیں پیچھے ہو جائیں عورتوں کے پیچھے نہ رہنے سے
[illegible] پڑتے ہیں۔

[illegible] نے ان تمام دروازوں کو بند کر دیا ہے جن کے راستے شیطان کی رسائی
[illegible] کیا کوئی زرخیز ذہن یہ تصور کر سکتا ہے ان [illegible] دروازوں میں سے ایک
[illegible] عورت سے ملنے کی بھی ملتا ہے۔

[illegible] گیا ہے مرد کو عورت سے صحبت کی میں سختی سے منع فرمایا ہے۔ ایک
[illegible] ہے: اینما دخل رجل بامرأۃ الا کان ثالثھما الشیطان کوئی مرد کسی عورت
[illegible] نہیں ہوتا کہ تیسرا شیطان موجود ہوتا ہے۔ ایک جگہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے
[illegible] فرمایا ہے: ایاکم والدخول علی النساء ان شوہر کے بھائی موت ہے۔
[illegible]: عورت کو حج فرض ہے تو والدین کی مخالفت کیا حکم رکھتی ہے
[illegible] کے لیے باہر نکلنا پڑتا ہے۔ اسلام نے [illegible] کے لیے
[illegible] ہے: لا یحل لامرأۃ ان تحج الا مع زوج او محرم
[illegible] کے بغیر جائز نہیں کہ وہ خاوند یا کسی محرم کے بغیر حج کرے۔ آجکل ہوائی جہاز
[illegible] دوسرے تو ہمارے سامنے ہیں۔ دن بدن [illegible] کی رسائی
[illegible] نہیں ہوتی۔

[illegible] ہے:

> [illegible] اور عورتوں کو اجنبیوں سے [illegible] کو
> [illegible] اس کا مفہوم [illegible] کہ عورتوں سے [illegible] کے بند
> [illegible] بلکہ یہ ایک وسیع [illegible] کی [illegible] والی
> [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] سے
> [illegible] عورت کا وجود [illegible] ہے وہ [illegible] ہے

[illegible] (۱)

[illegible] ۱۷۶ ؛

[illegible]: [illegible] کے [illegible] ہے۔ [illegible]

(۱۷)

بسم اللہ کہتا ہے :

قانونی حقوق

اصلاحِ حقوق

اسلام نے والدین کے حقوق کو بالتفصیل بیان کیا ہے۔

والدین کا مقام

[illegible]

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا

[illegible]

[illegible]

سیاسی حقوق

شرح الغات

والدین کا ادب

لڑکیوں کے قتل کی ممانعت عرب میں لڑکیوں کو زندہ درگور کر دینے کی رسم جاری تھی۔ بعض قبیلے اس کو باعث ذلت اور عار سمجھتے تھے۔ اگر کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہو جاتی تو وہ اسے زندہ نہ رہنے دیتا تھا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ کوئی بلا اسے ناکہانی آگئی ہے۔ اس قرآن اس رسم کو بند کر دیا۔ وہ لڑکی زندہ رہنے کا حق رکھتی تھی۔ اس کی حفاظت قرآن نے اپنے ذمہ لی۔ اور اعلان کر دیا کہ جو شخص لڑکی کو زندہ درگور کرے گا وہ قیامت کے دن سخت سزا پائے گا۔ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ۔ اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کے بدلے قتل کی گئی تھی۔ اور جب کسی کو لڑکی پیدا ہونے کی خبر دی جاتی تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا تھا اور وہ غصہ سے بھر جاتا تھا۔ لڑکی کی پیدائش سے جو برا شگون لیا جاتا تھا اس کی بیخ کنی کر دی گئی۔ کیا اسے زندہ رکھنے کے لئے یہ کافی نہ تھا کہ وہ بھی انسان ہے اور اس کو بھی زندہ رہنے کا حق ہے۔

صفوان بن امیہ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم لوگ جاہلیت کے زمانے میں بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ کبیرہ گناہ کی قسم کے ہیں۔ میں کوئی توبہ کر سکتا ہوں۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا کہ تم زندہ گاڑی ہوئی لڑکی ہو۔ میں اس کی زندگی کی ضمانت دیتا ہوں۔

یہ تھا وہ عظیم کارنامہ جو آنحضرت ﷺ نے انجام دیا۔ جس کی بدولت آج ہم اس قابل ہیں کہ اپنے آپ کو انسان کہہ سکیں۔ اور جاہلیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے زندگی کا ایک نیا راستہ کھول دیا۔ ہدایت کا ایک نیا چشمہ جاری کر دیا۔ جس کے ذریعہ ہم اپنی زندگی کو سنوار سکیں۔

۱؎ التکویر: ۸، ۹۔ ۲؎ سنن دارمی

اخلاق حسنہ

حسن خلق ۔۔۔

اخلاق حق

ابوالاصلاح پاس بیٹھ ہوئے تھے۔ انہوں نے اس شخص سے کہا تم اس نخلستان کو میرے نخلستان سے بدل سکتے ہو! وہ تیار ہو گیا۔ ابوالاصلاح نے اس کا نخلستان اپنے نخلستان سے بدل کر یتیم کے حوالے کر دیا۔[1]

اصلاح جس طرح یتیم کی جسمانی پرورش ضروری ہے۔ اسی طرح اس کی ذہنی پرورش بھی ضروری ہے۔ اسلام نے یتامیٰ کی اصلاح اور کردار کو سنوارنے پر زور دیا ہے تاکہ وہ سوسائٹی کا ایک اچھا فرد ثابت ہوں نہ کہ ننگ و عار۔ ارشاد الٰہی ہے:۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ۔[2]

اور تجھ سے یتیموں کی نسبت پوچھتے ہیں کہ ان کی اصلاح کرنا اچھا ہے۔

اتلاف عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ جو فرد سوسائٹی میں کمزور ہوتا ہے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا جاتا۔ انسان کی اس طبعی کمزوری کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے یتامیٰ کے بارہ میں خاص طور پر تاکید کی ہے کہ ان کے بارہ میں انسان سے کوئی ایسا کام کبھی نہ ہو کہ ان کی کمزوری انصاف کی راہ سے ہٹا دے۔ ارشاد الٰہی ہے:۔

وَإِن تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا۔[3]

یہ کہ یتیموں کے معاملے میں انصاف پر قائم رہو اور جو کچھ بھلائی تم کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔

آئین ششم

مال کی حفاظت کسی بچہ کے والدین فوت ہو جائیں۔ ورثہ میں اس کے حق میں مال و دولت آجائے تو یتیم بچے کے سرپرست کا فرض ہے کہ وہ اس مال کی حفاظت کریں۔ جب وہ سن بلوغت کو پہنچ جائے تو اس کے اس کے حوالے کر دے۔ ارشاد الٰہی ہے۔ وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ

---

[1] استیعاب تذکرہ ابوالاصلاح۔ [2] البقرہ ۲: ۲۲۰
[3] النساء ۴: ۱۲۷

اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ [1]

اور یتیم کے پاس نہ جاؤ مگر اس طریق سے جو بہت اچھا ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ [2]

اور تم خبیث کو طیب سے نہ بدلو۔ اپنی اچھی چیز کو بری چیز سے نہ بدلو۔

یتیم کا مال کھانا گناہ ہے

وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا [3]

اپنے مال کے ساتھ نہ ملا کر کھاؤ۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

دوسری جگہ آتا ہے۔ جو شخص یتیم کا مال کھاتا ہے وہ گویا آگ سے پیٹ بھرتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا۔ [4]

جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ ہی کھاتے ہیں اور وہ جلتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔

اگر یتیم کا سرپرست کوئی غریب شخص ہو تو اسلام اس کو اجازت دیتا ہے کہ وہ یتیم کے مال سے اپنی محنت کا معاوضہ لے لے۔

ارشاد باری ہے: وَمَنْ کَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْکُلْ بِالْمَعْرُوْفِ [5]

اور جو شخص محتاج ہو تو وہ دستور کے مطابق کھا لے۔

لَیْسَ مَنْ کَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ [6]

اور جو شخص غنی ہو وہ ان کے مال سے پرہیز کرے۔

جب تک یتیم بالغ نہ ہو جائے اور اس میں مال کی خصوصیت کی صلاحیت پیدا نہ ہو جائے اس وقت تک مال اس کے حوالے نہیں کیا جاتا۔ جب وہ مال کی خصوصیت کو سمجھنے لگے تو اس کا مال اس کو دے دینا چاہیئے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے:

---

[1] انعام ۶: ۱۵۲ [2] نساء ۴: ۲ [3] نساء ۴: ۲ [4] نساء ۴: ۱۰

[5] نساء ۴: ۶ [6] نساء ۴: ۶

جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے اور محض اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پھیرتا ہے ہر بال کے عوض جس پر اس کا ہاتھ گزرتا ہے نیکیاں ملتی ہیں[1]۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم صلعم سے اپنے دل کی سختی کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا: یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو۔ اور مسکین کو کھانا دیا کرو۔

ہمسایوں کے حقوق

قرآن مجید نے اعزاء و اقرباء کے حقوق و فرائض کی اہمیت کے بیان پر زور دیا ہے۔ کیونکہ ہمسائے بھی ایک دوسرے کے قریب رہنے کی وجہ سے ایک دوسرے کی غمی و خوشی میں شریک ہوتے ہیں۔ ہمسایہ دو قسم کے ہیں جو ایک دوسرے کے قریب رہتے ہوں۔

اسلام نے الجار (پڑوسی) میں بھی بڑے نکتے کی بات کہی ہے۔ جیسے ہمسفر دوست، طالب علم۔ استاد۔ دوست مزدور وغیرہ۔ جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ۔ اللہ تعالیٰ نے قریبی پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پہلو والے ساتھی کے ساتھ نیکی کا حکم دیا ہے۔

اس آیت کریمہ میں پڑوسی کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک وہ جو رشتہ دار پڑوسی ہو۔ دوسرے جو صرف پڑوسی ہو۔ تیسرے نئے پڑوسی۔

پڑوسی کے حقوق کی اہمیت بیان کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مازال جبرئیل یوصینی بالجار حتی ظننت انہ سیورثہ

حضرت جبرئیل پڑوسیوں کے متعلق اس تاکید کے ساتھ وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ انہیں وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے۔

جس کے متعلق یہ کہا گیا ہو کہ خدا اور اس کا رسول اس کو پیار کرتے ہیں کون ہے جو اس کے

---

[1] ترمذی۔ [2] مسند احمد [3] نساء ۴ : ۳۶

[4] بخاری کتاب الادب الدنیا باب الجار۔

رسول کریمؐ کی محبت کا دعویٰ ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے پڑوسی کا حق ادا کرے۔

معاشرتی حقوق

ہمسائے کو ایذا نہ دی جائے

معاشرہ کا تانا بانا ایک دوسرے کی تکلیف اور ایذاء دینے سے ہی ٹوٹتا ہے۔ اور باہمی ہمدردی اشتراک عمل۔ تعاون و رفاقت سے ہی معاشرہ مضبوط بنیادوں پر کھڑا ہوتا ہے اس وجہ سے اسلام نے پڑوسیوں کو ہر قسم کی ایذا دینے سے منع فرمایا۔

حدیث شریف میں ہے۔ ابو شریح روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم وہ مومن نہیں خدا کی قسم وہ مومن نہیں خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ کسی صحابی نے پوچھا کون یا رسول اللہ! فرمایا جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو[1]

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے[2]۔

ہمسائے کا احترام

ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ فلاں عورت بہت نمازیں پڑھتی ہے اور رات کو روزہ رکھتی ہے اور صدقہ بھی کرتی ہے لیکن اپنے پڑوسی کو اپنی زبان سے ایذاء پہنچاتی ہے۔ فرمایا وہ جہنم میں ہے۔ کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ فلاں عورت بہت نمازیں پڑھتی ہے رمضان کے روزے رکھتی ہے۔ کچھ صدقہ خیرات بھی کرتی ہے لیکن کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتی۔ فرمایا وہ جنتی ہے[3]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس وقت تک بندہ مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی یا پڑوسی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے

---

۱ بخاری کتاب الادب باب لا یدخل الجنۃ من لا یامن جارہ بوائقہ۔ مسلم کتاب الایمان باب بیان تحریم ایذاء الجار۔

۲ بخاری کتاب الادب باب من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ۔ مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار۔

آئینِ گفتگو

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ اپنے شفعہ کا زیادہ مستحق ہے۔ اگر وہ غائب ہو تو شفعہ کے لیے اس کا انتظار کیا جائے مگر یہ شفعہ اس وقت ہوگا جب ان دونوں کا راستہ ایک ہو۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسایہ کے شفعہ کا حکم دیا ہے۔ جب تک اس کی تقسیم نہ ہوئی ہو۔ خواہ مکان ہو۔ خواہ باغ ہو۔ مالک کو یہ جائز نہیں کہ اپنے شریک کو اطلاع دیئے بغیر اسے فروخت کر دے۔ شریک کو اختیار ہے چاہے اس کو لے لے یا چھوڑ دے۔ جب مالک فروخت کر دے اور شریک کو اطلاع نہ دے تو شریک اس کا زیادہ مستحق ہوگا۔ حضرت رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ سعد نے اپنا ایک گھر مجھے بیش قیمت کہا اور کہا اسے لے لو۔ گو جب اس کی زیادہ قیمت ملتی ہے تو تم مجھ کو دیتے ہو لیکن تم اس کے زیادہ مستحق ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ پڑوسی کے ہوتے ہوئے [illegible]

اخلاقِ حقوق

دین کی تعلیم

تعلیم یافتہ پڑوسیوں کا یہ حق ہے۔ [illegible] تعلیم دے۔ یہ ایک تباہ کن رواج ہے کہ [illegible] لوگ اپنے پڑوسیوں میں دینی کسمپرسی پیدا نہیں کرتے۔ کہا جاتا ہے کہ [illegible] کہتے ہیں کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں کے دین نہیں سیکھتے اور اس کے [illegible] اپنے پڑوسیوں کو زبانی تعلیم دیں۔ [illegible] اس تعلیم کی خاطر تبلیغی جماعت [illegible] آپ کے پاس جاتے ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم [illegible] سمجھ لو جب یہ کریں؟ ان کے بتانے پر بھی یہ فرض نہ ہوا آپ نے فرمایا۔ ہاں یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔ پھر ان لوگوں نے حضور سے ان کی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے ایک سال کی مہلت مانگی ہے

ہے کتاب الآثار باب الشفعہ ہے [illegible]

حاجت مندوں کے حقوق

قرآن نے حاجت مند کو دو قسموں فقیر اور مسکین میں تقسیم کیا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے
اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ [1] زکوٰۃ صرف ان فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہے۔
حنفیہ اور شافعی فقیہ اور مسکین کا فرق صرف اتنا بیان کرتے ہیں کہ فقیر وہ ہے جس کے
پاس کچھ نہ ہو اور کوئی پیشہ نہ ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس مال یا پیشہ تو ہو مگر اس کی
ضروریات کے لیے کافی نہ ہو۔ اس پر انھوں نے قرآن کی آیت : فَاَمَّا السَّفِيْنَةُ
فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ [2] کو پیش کیا ہے۔ یہ کشتی جن کے پاس کشتی نہ تھی وہ ملاح تھے۔
یہ دنیا دار الاسباب ہے۔ ہر روز ہزاروں مشاہدات ہیں کہ محض پیشہ آدمی کو کسی نہ کسی
مصیبت کی وجہ سے آڑے وقت کام نہیں آتا ہے۔ کوئی بیمار اور تندرست عزیز و اقارب میں
کسی کو مبتلا پاتا ہے کوئی صاحب ہنر آدمی ہے۔ لیکن اس کا ہاتھ اتنا تنگ ہے
کہ علاج کرانے کی استطاعت ہی نہیں رکھتا۔ ایسے مواقع پر اس کے اعزہ
برداشت نہیں کر سکتے تو ہم جانتے ہیں کہ ایسے ہی مواقع اور حالات اسی قسم کے
اس قسم کے معاشرہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ دوسروں کی بہ نسبت ایسے
اس قسم کے حالات کی خدمت کرنے کی بڑی تاکید کی ہے۔ تاکہ ضرورت مند طبقہ
اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے اور معاشرہ کی قوت اور ساکھ برقرار رہ سکے۔

مسافر کے حقوق

قرآن مجید میں ہے : وَبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ [3]
اس میں رشتہ داروں یتیموں اور حاجت مندوں کے ساتھ
ابن السبیل کے ساتھ بھی احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔
دوسری جگہ ہے : وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ [4]۔ کہ اور مانگنے والے کو
مت جھڑکو۔ سائل سے مراد ہر ضرورت مند ہے جو کسی مدد کا خواستگار ہو۔
اسلام نے اس قسم کے لوگوں کی امداد اور اعانت مسلمانوں پر فرض کر دی ہے
خواہ انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی طور پر۔ قرآن مجید میں ہے : وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ
وَالْمَحْرُوْمِ [5]۔ اور ان کے مالوں میں حق ہے مانگنے والے اور نہ مانگنے والے کا۔

---

[1] التوبہ ۹ : ۶۰۔ [2] الکہف ۱۸ : ۷۹۔ [3] النساء ۴ : ۳۶۔ [4] الضحیٰ ۹۳ : ۱۰۔
[5] الذاریات ۵۱ : ۱۹۔

اگر حاجت مند سوال کرنے وقت اصرار سے کام لے تو اس کو نرمی اور محبت سے جواب دینا چاہیئے اور صبر کی تلقین کرنی چاہئے۔ ارشادِ الٰہی ہے۔

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ [1] ایک بات کہنا اور معاف کر دینا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دکھ پہنچایا جائے اور اللہ بے نیاز اور بردبار ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ انصار کے چند آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے ان کو دے دیا۔ پھر مانگا آپ نے پھر دے دیا حتیٰ کہ جب آپ کے پاس کچھ نہ رہا تو آپ نے فرمایا میرے پاس جتنا بھی مال ہو اس کو تم سے بچا کر نہیں رکھتا۔ جو شخص مانگنے سے بچتا ہے اللہ اسے محتاجی سے بچا لیتا ہے۔ اور جو صبر کرتا ہے اللہ اسے صبر دیتا ہے اور کوئی شخص صبر سے بہتر اور فراخ چیز نہیں دیا گیا۔ [2]

اس کی تعلیم ہر چھوٹے بڑے کو ہے۔ اسلام نے جہاں حاجت مندوں کی تعلیم دی ہے وہاں دینے والوں کے لئے بھی بڑی خوبصورت تعلیم دی ہے۔ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں کچھ غلام آئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمہارے لئے ممکن نہیں کہ تم ان کو اس سے کہیں بہتر دے سکو کہ وہ ایک آدمی اور دینے والے کو اختیار دیتا کہ وہ ان کو خرید لے یا آزاد کر دے۔ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا۔ آپ نے پوچھا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ ہے۔ آپ نے ان کو منگا کر نیلام فرمایا۔ ایک شخص نے کہا میں ان کو خریدتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کون دے گا؟ ایک شخص نے کہا میں ایک درہم دوں گا۔ آپ نے فرمایا ایک سے زیادہ کون دے گا؟ دو تین بار آپ نے فرمایا۔ ایک شخص نے کہا میں دو درہم دوں گا۔ آپ نے ان کو دے دیئے اور فرمایا۔ جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرو۔ پندرہ دن میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت دی کہ ان کی بہت اچھی ہو گئی کہ پھر ان کو کسی سے مانگنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ [3]

آٹھویں حقدار

اسلام نے حاجت مندوں کے لئے زکوٰۃ سے شرعی حق مقرر کر دیا ہے۔ حکومت پر یہ فرض عائد کیا ہے کہ وہ مال زکوٰۃ سے ان کی حاجت براری کرے۔ ارشاد ہے:۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ [4] زکوٰۃ صرف نادار اور مسکینوں کے لئے ہے۔

---

[1] البقرہ ۲: ۲۶۳ [2] یہ حدیث بخاری باب کراہیۃ المسئلۃ کتاب الزکوٰۃ سے ماخوذ ہے۔

[3] التوبہ: ۹: ۶۰

مہمان و میزبان کے حقوق و فرائض

مہمان کے حقوق

معاشرتی حقوق

کسی مذہب نے جس [illegible] کو تعلیم نہیں دی۔ لیکن زندہ جاوید میں مہمان نوازی کو [illegible] کا درجہ حاصل ہے۔ قرآن مجید میں [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام اور فرشتوں کے [illegible] کا ذکر ہے۔ جس سے مہمان نوازی کا سبق ملتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ [1]

[illegible] کے پاس [illegible] خبر لی؟ جب اس پر داخل ہوئے کہا سلام ہے [illegible] کہا سلام ہے [illegible] پس وہ اپنے گھر کی طرف پھرے گئے اور ایک موٹا بچھڑا لایا سو اسے ان کے نزدیک کیا کہا کیا تم کھاتے نہیں۔

ان آیات سے تین باتیں واضح ہوتی ہیں۔ مہمان اور میزبان کے [illegible] سلام سے ہوتا ہے۔ اس سے دونوں کے دل کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔

۲۔ جب مہمان آجائے تو اس کے کھانے کا بندوبست فوراً کرنا چاہیے۔ اور اس سے یہ دریافت نہیں کرنا چاہیے کہ آیا وہ کھانا کھائے گا یا نہیں۔ لیکن ہے کہ مہمان بعض وقت بھی آجاتے ہیں جب گھر والے کھانا کھا چکے ہوتے ہیں۔ تو مہمان سے کھانا کھانے کے متعلق دریافت کیا جائے تو بعض صورتوں میں کھانا کھانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ [illegible] رہتے ہیں۔

۳۔ مہمان کے سامنے خود اور بافراغت کھانا رکھنا چاہیے جیسا کہ [illegible] ہوتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب [illegible] آئے تھے۔ تو [illegible] کی بابت کہا ہے

---

[1] الذاریات ۵۱: ۲۴-۲۷۔

خاندان آدم کے ذرائع

اخلاقِ حمزہ

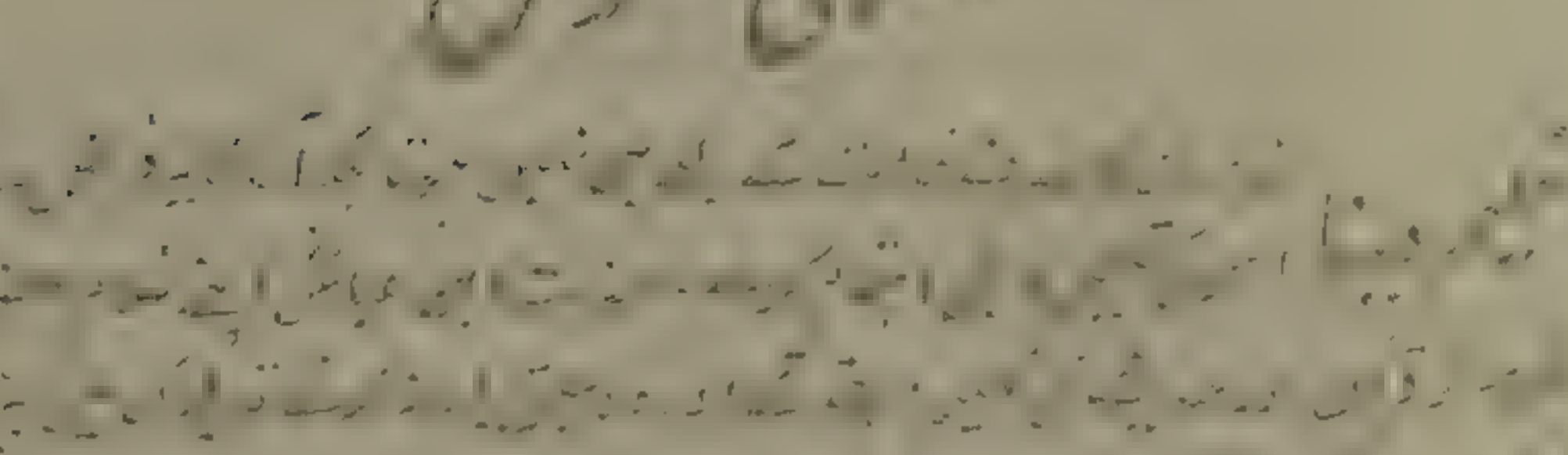

آگ کے شعلے

ماشوق شعلے

لئے آخرت کو چاہتا ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے اور اللہ کی طرف سے ایک بات
پہلے سے طے نہ ہو چکی ہوتی تو تم کو اس بارے میں جو تم نے کیا تھا بڑی سزا پہنچ
پہنچ کر رہتا۔

ہجرت کے بعد جب کفار مکہ مسلمانوں کی تباہی کے منصوبے تیار کر رہے تھے تو رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے ایک چھوٹی سی جماعت
بھیجی۔ انہیں کفار مکہ کے تین آدمی مل گئے جن پر مسلمانوں نے حملہ کر دیا اور ایک کو قتل کر کے
دو کو گرفتار کر کے مدینے لے آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حرکت پر ناپسندیدگی
کا اظہار کیا۔ مقتول کا تو خون بہا ادا کیا اور قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اس طرح جب مسلمانوں نے
بدر کے لئے نکلے تو اسلامی فوج میں بعض مسلمانوں کا خیال ہوا کہ فوج سے واپس ہونے
کی بجائے قافلہ پر حملہ کر دیا جائے۔ اس وجہ کی بناء پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ سوائے
کے اور کسی طرح سے قیدی نہیں بنا سکتے۔

اللہ تعالیٰ نے جنگ کے سوا دوسرے طریقوں کے ذریعہ قیدی بنانے کی ممانعت
کے الفاظ سے بتایا ہے اور "لولا کتب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم
فیہ عذاب عظیم" کے الفاظ سے تنبیہ کی ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ ابھی
جب تک مقصد محض دنیاوی اغراض کے لئے آزاد انسانوں کو متاع حریت سے محروم
کر دیتے تھے۔ جنگ کے سوا اور کسی طریق سے قیدی بنانا عذاب الٰہی کا موجب ہے۔

پس ان آیات میں جنگ کے ذریعہ کمزور قوموں کو غلام بنانے کے طریق کو ہمیشہ کے
لئے مسدود کر دیا ہے۔ اب ایک سوال باقی رہ جاتا ہے۔ وہ یہ کہ اگر جنگ میں پکڑے
جانے والے قیدی ہمیشہ کے لئے اپنی متاع آزادی سے محروم ہو جائیں
گے اور خانہ زاد غلام بن جائیں گے

اس کا جواب نہایت آسان پیرائے میں دیا ہے جس سے یہ بحث
ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی ہے۔ ارشاد ہے: فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ
فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا

سو جب تمہاری کافروں سے مڈبھیڑ ہو جائے تو گردنیں مارنا ہے یہاں تک کہ جب
تم ان کو خوب کچل ڈالو قیدیوں کو مضبوط باندھو پھر یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دینا ہے یا
کچھ لے کر چھوڑ دینا یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے۔

اور ان کے ساتھ ہی ان کا رشتہ بند کر دیا۔ جن کے ذریعہ ان کو مارا جا سکتا ہے۔

آزاد شہری مردوں کا اسلامی سوسائٹی میں مقام

[illegible]

غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب

[illegible]

ڈاکٹروں کے نشانات

انسان کے فانی ہونے کی وجہ سے ہزار ہا سال سے ڈاکٹروں نے
دنیا پر آشکارا کیا ہے اس کے دوست اور شناسا ہیں۔ جن کے ان کی ہر وقت
ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اس وجہ سے اس صدی دوستوں کے [illegible]
کیا بیان کرتے ہیں۔

ماشقی مثنوی:

اس کی معاشرہ کی بنیاد کی تخت نشینی اور اداؤں کی [illegible]
نے ہر عمل کرنے کی تعلیم دی ہے جو [illegible]
ہے انسانیت کو خیر و ترقی کرنے۔

[illegible]

وَ تَعَالَوْا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ
وَ بِيَدِهِ وَ نَسْتَعِيْنُ وَ اِيَّاهُ نَسْتَغْفِرُ وَ بِاللّٰهِ نَسْتَعِيْنُ
بِاللّٰهِ وَ بِيَدِهِ الْمَسْئُوْلُ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَنْبِيَائِهِمْ وَإِنْ لَمْ تَدْرِ حَقِيقَةُ قَرَابَتِهِمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَى أَوْلِيَائِكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ
مَسْطُورًا [۱] اے نبی مومنوں پر ان کی جان سے زیادہ حق رکھتا ہے اور اس کی بیویاں
ان کی مائیں ہیں رشتہ دار اللہ کے حکم میں مومنوں اور مہاجروں کی نسبت ایک دوسرے
کے زیادہ حق رکھتے ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے اچھا سلوک کرو یہ کتاب
میں لکھا ہوا ہے۔

ظلمت باب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا
اور سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ نہ کرو۔

تفرقہ اور انتشار سے منع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ[۲] اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری
کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو اگر ایسا کرو گے تو تمہاری طاقت سست پڑ جائے گی اور تمہارا

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ
بَيِّنٰتُ[۳] اور ان کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے تفرقہ کیا اور اختلاف کیا اس کے بعد کہ ان
کے پاس کھلی باتیں آ چکی تھیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا[۴] اللہ کے
بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی اخوت کو تشبیہ کے ذریعہ بیان کرتے
ہوئے فرمایا۔

تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ
كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ جَسَدِهٖ بِالسَّهَرِ
وَالْحُمّٰى[۵] مسلمانوں کے آپس میں رحم کرنے محبت کرنے اور شفقت کرنے
کی مثال ایک جسد کی طرح ہے کہ جب ایک عضو کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بخار
اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا[۶] ایک مومن دوسرے مومن کے
لیے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ
تم اپنے میں سے کسی خائن کو امین نہ بناؤ۔ سب کے سب خائن تھے۔ صرف حضرت ابو موسیٰ

---

[۲] آل عمران ۳: ۱۰۴ [۳] الانفال ۸: ۴۷ [۴] آل عمران ۳: ۱۰۳
[۵] صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس والبہائم [۶] صحیح بخاری کتاب المظالم باب نصر المظلوم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یاایھا الناس افشوا السلام و
اطعموا الطعام وصلوا والناس نیام تدخلوا جنۃ بسلام [illegible]
اے لوگو! باہم سلام کو پھیلاؤ کھانا کھلاؤ اور جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو
جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

سلام کرنے کے لیے شناسائی اور ایمان کی کوئی تخصیص نہیں ہے

سلام کرنے کے اصول بیان کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

چھوٹا بڑے کو گزرنے والا بیٹھنے والے کو اور چند افراد کا گروہ ایک فرد کو

پیدل چلنے والا کو سلام کرے[3]

جس شخص کو سلام کیا جائے اس پر فرض ہے کہ سلام کہنے والے کو

یا اس سے بہتر طریقے سے جواب دے۔

ارشاد ہے: وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا

اور جب تمہیں کوئی سلام کہے تو اس کو اس سے بہتر جواب دو یا کم از کم ویسا ہی

جواب دو۔

السلام علیکم کا بہتر جواب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہے

کان بند کرنا جائز نہیں

بچے کی پیدائش پر اذان دینا مرحبا کہنا دوسرے مسلمان پر فرض ہے

پڑھنا فرض نہیں ہے۔ اگر نماز جنازہ میں کوئی آدمی شریک ہو

جائے تو اس پر سے فرض ساقط ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے۔ وَتَصْلِ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ

اور ان کے لیے دعا کرو تمہاری دعا ان کے لیے آسودگی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایمان کی [illegible]

شرکت کی۔ اور نماز جنازہ ختم تک برابر شریک رہا تو اس کو دو قیراط [illegible]

حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے

اور تین بار [illegible] کندھا دیا تو اس نے اپنا حق ادا کر دیا۔

[illegible] بخاری کتاب [illegible] یا [illegible]
وغیرہ سے بخاری کتاب [illegible] باب [illegible]
نسائی: [illegible] ترجمہ: [illegible] باب [illegible]
[illegible]

قرآن مجید میں آتا ہے۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ[1]
یعنی مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کی دوست مددگار ہیں۔

حدیث سالم شدہ ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو دشمن کے ہاتھ میں دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی کسی مشکل کو آسان کرے اور اس کی مصیبت کو دور کرے گا تو خدا اس کی مشکل آسان کر دے گا۔[2]

مسلم میں ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کے لیے جاتا ہے یا ثابت کرتا ہے تو جب تک واپس نہ آجائے جنت کے راستہ پر گویا رہتا ہے۔[3]

جب کوئی صبح کسی بیمار کی عیادت کرتا ہے تو شام تک فرشتے اس کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جب وہ شام کو عیادت کرتا ہے تو صبح تک فرشتے اس کی مغفرت کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔[4]

رسول کریم صلعم فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو دعوت دے تو اس کو دعوت قبول کرنا چاہیئے۔[5]

دعوت قبول کرنا دعوت میں جانے سے بڑھ کر ہے۔ اس وجہ سے رسول کریم نے مسلمان کو دعوت قبول کرنے کو مسلمان پر ایک حق قرار دیا ہے۔ فرمایا ہے

ہر مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کے پانچ حق ہیں۔ سلام کرنا، عیادت کرنا، جنازہ میں شریک ہونا، دعوت قبول کرنا، اس کی چھینک کا جواب دینا۔[6]

مسلمانوں کی تباہی کا ایک سبب کثرت سے ہے کہ مسلمان نے اسلام کے اس حکم کو توڑا ہے۔ ان پر ذلت اور مسکنت غالب آگئی ہے۔

رسول کریم نے فرمایا ہے: وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَعِرْضُهٗ وَمَالُهٗ۔
یعنی مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو ذلیل سمجھے نہ اس کو دشمن کے ہاتھ میں دے۔ تقویٰ یہاں ہے اور آپ نے تین دفعہ اپنے سینہ کی طرف اشارہ کیا۔ برائی کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ انسان اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔[7]

---

[1] التوبہ ۷۱ [2] ابوداؤد کتاب الادب باب المؤمنة مرآة المؤمنة
[3] ترمذی ابواب البر والصلة باب ما جاء فی عیادة المریض
[4] ابوداؤد کتاب الجنائز باب فضل العیادة
[5] بخاری کتاب النکاح باب حق اجابة الولیمة والدعوة
[6] مسلم کتاب السلام باب من حق المسلم للمسلم رد السلام
[7] مسلم کتاب البر والصلة والادب باب تحریم ظلم المسلم

اخلاقِ حسنہ

[illegible]

عالم انسانوں کے حقوق

افریقہ میں امریکا [illegible] کے مسلمانوں کے بنیادی حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے۔

روڈیشیا۔ جنوب مغربی افریقہ اور جنوبی افریقہ کی نسل پرست حکومتوں کے [illegible] کو جائز اور بنیادی حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے۔

دنیا کے نام نہاد انسانی حقوق کے علمبردار خلائے آسمانی میں [illegible]

اسلام کا تصورِ انسانی حقوق

آج سے چودہ سو سال پہلے [illegible] جو حقوق انسان کو دیئے تھے [illegible] سامنے پیش کیا جائے اور حاضر کے تمام مدبرین مل کر بھی اس سے بہتر تیار نہیں کر سکتے۔ اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ اس کے پیش کرنے والے رسول [illegible] وسلم نے منشور کے سراٹیکل پر خود عمل کر کے دنیا کے سامنے [illegible]

ماتحت اقوام

اسلام نے شرف انسانیت کو [illegible] ہر انسان کے [illegible] یہ حقوق متعین کر دیئے ہیں۔

رسول کریم صلعم فرماتے ہیں۔ الخلق کلھم عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ

ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اس کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ بھلائی کرتا ہے۔

قرآن مجید میں آتا ہے۔ وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً [illegible]

اور انسانوں کی [illegible] امت تھی پھر وہ الگ الگ ہو گئے

[illegible]

وَاحِدَةً

[illegible]

[illegible]

رسول کریم صلعم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے مشہور خطبہ میں

ایھا الناس الا ان ربکم واحد وان اباکم واحد [illegible]

[illegible] اسود علی احمر الا بالتقویٰ [1] - اے لوگو! ان [illegible]

ایک ہے۔ ہاں عرب کو عجم پر [illegible]

فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب۔

اسلام نے [illegible] مساوات کی [illegible]

کو [illegible] دیا [illegible]

آسکے [illegible] ایک [illegible]

ایک ہندو لیڈر [illegible]

"اسلام مذاہب عالم میں سب سے زیادہ [illegible]

بنی نوع انسان کو [illegible]

اسلام قبول کرتا ہے [illegible]

[illegible]

اور [illegible]

ایک [illegible]

نہ کوئی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بالکل [illegible]

[illegible]

اور [illegible]

[illegible]

---

[1] [illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۚ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ [1]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کے لیے راستی پر قائم ہونے والے اور انصاف کی شہادت دینے والے بنو، کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ، انصاف کرو، یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے، اور اللہ کی نافرمانی سے بچو، اللہ یقیناً تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

تشریح: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی سے آپ نے فیصلہ کرنے کا یہ معیار مقرر فرمایا کہ اگر مسلم و کافر میں کوئی تنازعہ پیدا ہو جائے تو اس میں کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں دی جائے گی بلکہ ہر حالت میں انصاف کیا جائے گا۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک عورت کے چوری کرنے پر اس کے خاندان کے لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ اگر اس عورت کو سزا دی گئی تو خاندان کی بدنامی ہوگی۔ اس لیے انہوں نے حضرت اسامہؓ کو آمادہ کیا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کریں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ معاملہ پیش ہوا تو آپ نے فرمایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا۔ انما ہلک الذین قبلکم انہم کانوا اذا سرق فیہم الشریف ترکوہ واذا سرق فیہم الضعیف اقاموا علیہ الحد، فاطمۃ بنت محمد لو سرقت لقطعت یدہا۔ تم سے پہلے کی قومیں اس لیے ہلاک ہوئیں کہ جب کوئی بڑے خاندان کا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا۔

اسلام نے انصاف کے ساتھ احسان کی تعلیم دی ہے۔ احسان کے معنی ہیں کسی کام کو اچھی طرح کرنا۔ خوبصورتی سے کرنا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ دوسروں کی ضروریات پوری کرنا ہمیں اپنی ضروریات سے زیادہ عزیز ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: احسن کما احسن اللہ الیک تو احسان کر جیسا کہ اللہ نے تجھ پر احسان کیا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى ... [2]

اللہ تعالیٰ عدل و احسان اور قریبیوں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔

---

[1] المائدہ ۵: ۸ [2] النحل ۱۶: ۹۰

فرمایا: تین قسم کے انسان ایسے ہیں جن سے میں قیامت کے دن جھگڑا کروں گا اور جن سے میں جھگڑا کروں گا اس کو مغلوب و مقہور کر کے چھوڑوں گا ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو زر و سیم لے کر پوری طرح نہیں دیتا ہے اور اس کی مناسب اس کی اجرت نہیں دیتا ہے۔

اسلام مظلوم کو فریاد رسی اور ظالم سے بدلہ دلانے کا حکم دیتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۔ اللہ بری بات کے مشہور کرنے کو پسند نہیں کرتا سوائے اس کے جس پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

اسلام کی نگاہ میں کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر کسی قوم و ملت کا ہو،

اس کی داد رسی کرے ضرورت پڑنے پر اس کی مدد کرے۔ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۔ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (الشوریٰ ۴۲: ۴۱-۴۲) اور جو کوئی اپنے اوپر ظلم کیے جانے کے بعد بدلہ لے تو ان پر کوئی الزام نہیں۔ الزام تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر زیادتی کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں انہی کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اسلام کی نگاہ میں انسان کی عزت و آبرو کا تحفظ ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اسی لیے اس نے غیبت کو حرام قرار دیا ہے۔ غیبت کے معنی ہیں کسی شخص کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا۔ اگر وہ برائی اس شخص میں موجود ہو تو غیبت ہے اور اگر موجود نہ ہو تو بہتان ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے: وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۔ تم میں کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۔ کیا تم میں کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ تو تم کو اس سے نفرت کرنی چاہیے۔ وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۔ نہ تجسس کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔

آپ نے زندگی کا تحفظ، انسان کی عزت، [illegible]

[illegible] اس بارے میں متعدد آیات قرآنیہ میں فرمایا ہے: يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ [illegible] کے سوائے دوسرے لباس میں داخل ہونا ہوجب کہ [illegible]

حصول علم کا حق

علم ہی شرف انسانیت کا ذریعہ ہے اور اسی کی وجہ سے آدم [illegible] علم کا مستحق ٹھہرایا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] علم کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[1] کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں؟ اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ[2] پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے [illegible] سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

اسلام میں انسان صرف اپنے [illegible] کا ذمہ دار نہیں بلکہ دوسروں کے [illegible] کا بھی ذمہ دار ہے۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ[3] کوئی بوجھ اٹھانے والی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔

مذہبی آزادی

اسلام کسی [illegible] جانتے نہیں دیتا کہ دوسرے مذہب کے ہر [illegible] مذہب کے پیشواؤں کی عزت کرنے کی تعلیم دیتا ہے یہاں تک کہ [illegible] کے بتوں کو بھی برا بھلا نہ کہو۔

ارشاد ہے: وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ[4] اور [illegible] کو برا نہ کہو جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں

کمزوروں کا تحفظ

اسلام [illegible] عبادت گزار [illegible] کے حقوق کا تحفظ کیا ہے۔ اسلام [illegible] ہر مکتب میں مساوات کے [illegible] کی ہر قوم یا [illegible] کسی [illegible] کو [illegible] کرنے کی [illegible]

---

[1] الزمر ۳۹: ۹ [illegible] [2] العلق ۹۶: ۱-۵ [3] الانعام ۶: ۱۶۴ [4] الانعام ۶: ۱۰۸

آئینِ حقوق

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو اپنی بیٹی سے ...
آپ کی خدمت کرنے کی بات اس پر ...
نہ رہو یا ارشاد فرمایا: وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً ...
سبب بنے اس کے قریب نہ جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی کی بات ...
ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ...
مال اور آبرو کی حرمت کے متعلق فرمایا۔ ان دماءکم واموالکم ...
حرام کی طرح تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری آبرو ...
دوسرے پر حملہ کرنا ایسا ہی حرام ہے جیسا آج کے دن کی حرمت ہے۔

اخلاق حسنہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بیشک آپ اخلاق کے ...
اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ...
اخلاق کے ...

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا، اور لوگوں سے اچھی بات کرو۔
پسندیدہ اور شیریں گفتگو سے منع فرمایا ہے ...
وَاخْتَارَ لَهُمُ الْقَوْلَ الطَّيِّبَ شیریں گفتگو کرنے کا ...

حسد اور بغض معاندہ کی جڑ ...
حسد انسان سے ایسے برے کام کرا دیتا ہے ...
برائی کی ایک بڑی وجہ ہے جو ...
اسی طرح دونوں بھائیوں کو ...
نیا خواہ مخواہ تم سے ...
میں ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو ایک دوسرے پر ...
نہ کرو سب اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی ...

... صحیح بخاری ۲: ۳۰ ... صحیح مسلم ۲: ۵۰ ...
... ۳۰۱۲۲ ...

آیت

سے مراد دین پر کماحقہٗ عمل کرنا ہے۔

۱۔ شوریٰ ۴۲ : ۱۳

ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۔۔۔ اے لوگو!
ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں مختلف قومیں اور قبیلے
بنایا تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۔۔۔

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور
اس کا جوڑا پیدا کر دیا۔ پھر ان دونوں سے مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۔۔۔ لوگ ایک ہی
امت تھے۔ پھر انہوں نے اختلاف کیا۔

اسی طرح فرمایا: اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۔۔۔ تم سب
ہی ایک امت ہو۔

آپ نے خطبہ میں فرمایا: اے لوگو! بیشک تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے۔
تم سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔

امت اسلامیہ کے افراد میں افتراق کا پیدا ہونا ایک بڑا فتنہ ہے اور ایک بڑی
مصیبت ہے اور ایک عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت پر مسلط کیا ہے۔

قرآن مجید میں آتا ہے: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۔۔۔
اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو اور تفرقہ نہ ڈالو۔

اس آیت میں حبل اللہ سے مراد قرآن مجید ہے جو مسلمانوں کے اتحاد
کی کلید ہے۔

امت اسلامیہ کی اخوت مسلمہ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

عالمی اخوت اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ۔۔۔ مومن بھائی بھائی ہیں۔
سو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

۱؎ ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب الخطبۃ یوم النحر، حدیث نمبر ۳۰۵۵۔

[illegible] جاتی ہیں۔

[illegible] رسول اللہ [illegible] ساری مخلوق [illegible] ہے۔

[illegible]

ارشاد [illegible]: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ [illegible]

[illegible] قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا [illegible]

[illegible] كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً [illegible]

[illegible]

ارشاد [illegible]: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

آتش‌سوزی و آتش

قسم ہے وقت کی، انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرتے ہیں۔

اس مختصر سی سورت میں چار چیزوں کا ذکر ہے ان اوصاف سے متصف لوگ چار بنیادی صفات کے مالک ہیں۔

۱۔ وہ عقائد صحیحہ کے مالک ہوتے ہیں۔

۲۔ اعمال صالحہ کے زیور سے آراستہ ہوتے ہیں۔

۳۔ ایک دوسرے کو دین حق پہنچاتے ہیں۔

۴۔ دین حق کے پہنچانے میں دنیا کی مشکلات و مصائب پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوتے ہیں۔

اس سورۃ میں تواصوا بالحق سے اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ انسان کی نجات صرف اسی میں نہیں ہے کہ وہ خود حق کے بنیادی اصولوں پر عمل کرے بلکہ اس پر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ دوسروں کو بھی حق کی بلندی کی طرف لے جائے یعنی دعوت و تبلیغ کرے۔

رسول کریم صلعم فرماتے ہیں بلغوا عنی ولو آیۃ یعنی میری طرف سے لوگوں تک پہنچاؤ خواہ وہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔

نضر اللہ امرأ سمع منا شیئا فبلغہ کما سمعہ فرب مبلغ اوعی لہ من سامع۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی پھر اسی طرح اس کو دوسروں تک پہنچا دیا کیونکہ بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ سننے والے سے زیادہ وہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں جن کو بات پہنچائی گئی۔

لیبلغ العلم الشاہد الغائب (بخاری ۳: ۲۷) کہ حاضر لوگ غائب لوگوں تک میری باتوں کو پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہو سکتے۔

امت مسلمہ کا فرض ہے کہ وہ دعوت خیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور نیکی کی دعوت دے۔

ارشاد الٰہی ہے۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔[1]

---

[1] آل عمران ۳: ۱۰۴

[illegible] ایک جماعت ہر وقت بھلائی کی طرف بلائے اور اچھے کاموں کا حکم دیتی اور برے کاموں سے روکتی رہے اور ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

مفہوم: (کامیابی پانے والے) گروہ اس امر کی طرف دعوت دیتے ہیں کہ انسانوں کی ترقی صرف دعوت الی الخیر والمعروف اور نہی عن المنکر سے وابستہ ہے۔

دوسری جگہ آتا ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ[1] تم سب سے اچھی جماعت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لیے پیدا کی گئی ہے تم اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔

ایک اور جگہ آتا ہے: يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ[2] اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔

قیام عدل کا قیام

امت مسلمہ کا یہ فرض ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول کی بنیاد پر اسلام کی روشنی میں نظام عدل و انصاف قائم کرے۔

قرآن مجید میں آتا ہے: لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا[3] اے ایمان والو! کسی قوم کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل و انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ سے قریب تر ہے۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ[4] ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب ہدایت اور عدل و انصاف کے میزان نازل کئے تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

امن عامہ کا قیام

امت مسلمہ کا یہ فرض ہے کہ دنیا میں امن قائم کرے اور ہر قسم کی بدامنی اور شر کو جڑ سے اکھاڑ دے۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید نے امت مسلمہ کو بڑی ہدایت دی ہے۔ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ[5] نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ ظلم اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ دوسری جگہ ہے کہ اگر دو قوموں کے درمیان لڑائی ہو جائے تو ان کے درمیان صلح کرا دینا چاہیے۔ اگر کوئی

---

[1] آل عمران ۳: ۱۰۴ [2] الاعراف ۷: ۱۵۷ [3] المائدہ ۵: ۲ [4] الحدید ۵۷: ۲۵
[5] المائدہ ۵: ۲

نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں

یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ

اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کو اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے بڑے درجے دے گا۔

بَلْ ھُوَ اٰیَاتٌ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

بلکہ یہ روشن آیتیں ہیں جو علم والوں کے سینوں میں ہیں۔

فَسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

پس اگر تم نہیں جانتے تو جاننے والوں سے پوچھ لو۔

قُلْ اٰمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنْ کِتٰبٍ وَّاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ

کہہ دو کہ میں اللہ کی ہر کتاب پر ایمان لایا اور مجھے حکم ہوا کہ تم میں انصاف کروں۔

اَللّٰہُ یَحْکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ

اللہ حکم کرتا ہے اور کوئی اس کے حکم کو ٹالنے والا نہیں۔

وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ

اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

وَاللّٰہُ یَحْکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ

اور اللہ حکم کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں۔

وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ

اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

وَاِنَّ اللّٰہَ لَھَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

اور اللہ ایمان والوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

وَاللّٰہُ یَحْکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ

اور اللہ حکم کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں۔

وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ

اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

وَاِنَّ اللّٰہَ لَھَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

اور اللہ ایمان والوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

۱؎ البقرہ: ۲۵۳ ۲؎ فاطر: ۲۸ ۳؎ العنکبوت: ۴۵ ۴؎ الشوریٰ: ۱۵ ۵؎ الرعد: ۴۱
۶؎ الشوریٰ: ۲۰ ۷؎ الحج: ۵۴ ۸؎ البقرہ: ۲۱۳

آزاد

مدت کرتے ہیں۔

معاشرے کی اصلاح میں کتب کے اثرات

علم کی اشاعت: اشاعت لغت میں ... [illegible] ہوتی ہے جس کا تعلق علم سے ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کی نظر میں علم اتنا ضروری تھا کہ جب بدر میں ... [illegible] آپ نے صحابہ کرام کو یہ تلقین کی کہ جو پڑھے ہوئے ہیں وہ دوسروں کو علم کا حصہ کرنا اور اس کی اشاعت ... [illegible] ورنہ کتابت علم کی اشاعت ہی کرتے ہوتے تھے۔

اتحاد: اسلام نے نوع انسان کو ... [illegible] اتحاد ہے جس نے ہمیں ... [illegible] انسانی ایک ... [illegible] ارشاد ہوتا ہے: یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى ... [illegible] نیاتے

دوسری آیت ہے۔ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّا اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ... [illegible] تھے۔ انسان ایک ہی امت تھے ... [illegible] ہوگئے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ سب مومن بھائی بھائی ہیں۔

رسول ... [illegible] فرماتے ہیں۔ انی العباد ... [illegible] سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اسلام ... [illegible] ایجاد ... [illegible] انجمنیں ... [illegible] ہونا عذاب ہے۔

... [illegible] ۲ ... [illegible] کنوز الحقائق حرف الہمزہ۔

جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

اسلام رواداری کا مذہب ہے۔

مُسْلِمُوْنَ ۔ ۶

البقرہ ۲ : ۲۵۶ ۔ ۶ آل عمران ۳ : ۸۴

حضرت مصعب بن زبیرؓ فرماتے ہیں

"لوگوں نے کچھ کتابت اس میں بہترین بات منتخب کی ہے کہ
انسان اپنے کھاتے۔ ان میں سے بہتر یہ ہے کہ بیٹے
ہے اس میں سے بہترین بات کہ بیٹے میں اپنے آپ کو
لکھ کے تو اس سے حاصل کرو۔ اور اس کو اپنے میں
علم حاصل ہوگا۔

حضرت شافعیؒ فرماتے ہیں۔

"جو شخص دوست کتابوں سے علم حاصل کرتا ہے اسے وہ فائدہ نہیں ہوتا جس کی
اسے ضرورت ہے۔"

خود ہی سمجھ لیا کرو۔

"ہر شخص کو قوت سے باہر ہے۔ کوئی شخص اپنی کوشش سے علم حاصل
کرے۔ اصل یہ ہے کہ یہ ایک استاد کی ضرورت ہے جو اصول علم
تعبیر ہے، اس کے عقد کو اعمال میں رہنما کا کام دے۔"

یہ ہم مسلمانوں کی ترقی نہ ہونے کی وجوہات کا ذکر کرتے ہیں۔ تو یہ بات بھی
قابل غور ہے کہ ان کتابوں نے اساتذہ کی جگہ میں ایک بڑا فائدہ دیا ہے
مثلاً کے ذریعہ علم حاصل کرنے کے لئے کسی کے محتاج نہیں ہوتے۔ دوسرے
ایسے بڑے بڑے علماء جن کے پاس ساز و سامان تھا جب تک ہارون رشید کے
زمانے آباد رہا تو خوب پھلے پھولے۔ جس کے بعد ان کی زندگی تنگ ہو گئی
بہت سے ایسے گھرانے تھے جو کہ بغداد تو چھوڑ نہ سکتے تھے لیکن
بہت سے اس کی یاد میں رہتے ہوئے کتابوں کے ذریعہ

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا اے اللہ میرے علم کو بڑھا جو بھی کوئی بچہ
جو اپنے علم اگلے اور پچھلے سب انسانوں سے افضل ہے علم کی بڑھوتی کے لیے ہر وقت
دعا کرتا ہے۔ تو ہم انسان کے لیے تو یہ بہت اہم ضرورت ہے۔ کہ وہ ہر وقت اپنے علم بڑھانے
کی فکر رہے۔ علم دو طرح سے بڑھتا ہے۔ مطالعہ اور مشاہدہ سے انسان
کرے۔ اور سیر و سیاحت سے اپنے مشاہدات کو بڑھائے۔ ہر شخص میں یہ
مہارت صرف مطالعہ اور مشاہدہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جب تک استاد اپنے
فن میں کامل نہ ہوگا۔ اس وقت تک وہ طالب علم کے میدان میں پختہ
نہیں کر سکتا۔

حکمتِ تعلیم استاد اپنے شاگردوں کی ذہنی قابلیت کے مطابق بڑھتے رہتے
یعنی لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق بات چیت کرو۔

جسمانی سزا سے احتراز شاگرد کو جسمانی سزا دینے سے حتی الامکان گریز
چاہیے۔ کیونکہ جسمانی سزا نفرت اور انتقام کا باعث
ہوتی ہے۔ جب شاگرد کے دل میں استاد کی طرف نفرت ہو تو وہ
وہ استاد سے کوئی علم حاصل نہیں کرتا۔ استاد کا صرف یہ فرض ہے کہ وہ
سے کسی قسم کی سختی سے پیش آئے جبکہ وہ محبت اور مشفقانہ انداز میں شاگرد کی غلطی
نشان دہی کر دے۔

جسمانی سزا سے علم کی خودداری ختم ہوتی ہے۔ عزتِ نفس کا احساس
ہے یہ خودداری اور عزتِ نفس ہی انسان کی ذہنی و اخلاقی استعدادوں کو
بخشتے ہے۔

جسمانی محنت کا خیال استاد کا یہ فرض ہے کہ شاگرد کی جسمانی محنت کا خیال رکھے
شاگرد کی صحت خراب ہو گی تو وہ محنت کرنے سے بھی جی چرائے گا۔

نظم و ضبط نظم و ضبط کی پابندی استاد پر فرض ہے۔ اگر استاد خود
نظم و ضبط کی پابندی نہ کرے تو شاگرد کی زندگی بھی نظم و ضبط
کے تحت نہیں آسکتی۔ استاد نظم و ضبط کی پابندی کرے تو شاگرد بھی
نیل رکھے گا۔

شاگرد کے فرائض

Marked by CC-0. Panini Kanya Maha Vidyalaya Collection.

مسجد

امام راغب کے نزدیک مسجد جیم کے کسرہ سے ہے۔ جس کے معنی ہیں موضع سجود یعنی وہ مقام جہاں اللہ تعالیٰ کے سامنے جبین نیاز جھکائی جائے۔ اس کی جمع مساجد ہے۔ ابن الاعرابی کہتے ہیں مسجد بفتح جیم [illegible] البیوت کے معنوں میں مستعمل ہوتی ہے۔ زجاج نے مسجد کے معنی یہ بیان کئے ہیں۔ کل موضع یتعبد فیہ فہو مسجد۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجدا وطہورا۔ یعنی ہر وہ جگہ جہاں عبادت ہوتی ہے وہ مسجد ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنائی گئی ہے۔

قرآن مجید میں مسجد کا لفظ عبادت گاہ کے لئے مستعمل ہوا ہے۔ ارشاد باری ہے۔ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَہُمْ بِبَعْضٍ لَّہُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْہَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ سے نہ ہٹاتا رہتا تو [illegible] اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام بہت لیا جاتا ہے گرا دی جاتیں۔

اِنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا۔ اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لئے ہیں سو اللہ کے ساتھ اور کسی کو نہ پکارو۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کا مقالہ نگار [illegible] مستعمل تھا۔ قرآن مجید اور حدیث سے بھی یہ شہادت ملتی ہے۔

قرآن مجید میں آتا ہے۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات [illegible] مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا۔ مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے جو یہودیوں کا معبد تھا۔

بخاری کی کتاب [illegible] میں حبشہ کے گرجا کے [illegible] ہے۔

---

۱ الحج ۲۲:۴۰ ۲ الجن ۷۲:۱۸ ۳ بنی اسرائیل ۱۷:۱ [illegible]
[illegible] الجن والانس الا لیعبدون [illegible] پیدا کیا ہے۔

ابن خلدون نے اس حدیث کی تشریح [illegible] مسجد کو عبادت کی دوسری جگہوں پر افضل کیا ہے۔

"مسجد کی اہمیت" زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ تو تخلیق نسل انسانی کے منشا کو پورا کرنے کے لیے ایک ایسے گھر کی ضرورت محسوس ہوئی جہاں اللہ کے بندے اس کی عبادت کریں۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے [illegible] ایک گھر کی بنیاد ڈالی۔

ارشاد الٰہی ہے: اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ۔ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ۔ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۔

[illegible] مسجد [illegible] یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] زمین پر [illegible] مسجد کو [illegible] آپ نے جواب دیا [illegible]

[illegible] زمانہ [illegible] عبادت [illegible] گئے۔ اللہ تعالیٰ نے [illegible] آباد کرنے [illegible] مقرر فرمائے [illegible] علیہ السلام [illegible] کے سپرد کیا۔

قرآن مجید [illegible] اذن [illegible] بیت [illegible] میں [illegible] کی [illegible] ابراہیم کی بنیادیں [illegible] اور اسماعیل [illegible] رب [illegible] قبول [illegible] جانتے ہو۔ تب [illegible] حضرت [illegible] بیت [illegible] اور [illegible] کو [illegible] کرنے والے [illegible] کرنے والوں [illegible] کرنے والے [illegible] اس [illegible] کی [illegible] کی تعمیر [illegible] آئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] کی [illegible] اور [illegible] جب [illegible] سے [illegible] ہے [illegible]

[illegible]

رسول کریم کی حیات طیبہ کا مرکز مسجد نبوی ہوا کرتا تھا۔ خلفائے راشدین کے عہد مبارک میں مسجد کو سیاسی و تمدنی زندگی میں بیشتر رہی ہے۔ تمام اہم و ضروری قومی مسائل و تنازعات یہیں طے کیے جاتے تھے۔ جب بھی کوئی وفد آتا تو اسے مسجد میں ٹھہرایا جاتا تھا۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ قبیلہ عکل کے آٹھ آدمی اسلام کی شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ تو ان کو مسجد میں ٹھہرایا گیا۔ جسمانی تکلیف کے دور کرنے کے لئے آپ نے ان کو مسجد کے قریب ہی چراگاہ میں بھیجا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول کریم نے ایک رات مسجد میں بسر کی تھی۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم نے ایک دن مسجد میں بیٹھ کر صحابہ کے ایک مجمع کو خطاب فرمایا تھا۔ مثلاً دیکھئے [illegible]

حضرت عبداللہ بن عباس کو مہمان نوازی کے لیے مسجد میں ٹھہرایا گیا۔ مدینہ کے دنوں تک یہ یہاں رہا جاتا تو یہاں بھی اکثر مسجد میں ہوتا۔ باہر سے مال آتا تو اس کو مسجد ہی میں لا کر تقسیم کیا جاتا تھا۔

مقدمات کا فیصلہ بھی اکثر مسجد ہی میں ہوتا تھا۔ کتاب الخصومات میں وہ تمام مقدمات مذکور ہیں جن سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسول کریم کی مسجد میں [illegible]

خلفائے راشدین کے دور میں عدالت جگہ جگہ قائم ہو گئی تھی۔ [illegible] اس کی شاخ قائم کی گئی۔ [illegible] مسجد میں ہوا کرتا تھا۔

خلفائے راشدین کے دور میں کسی اہم مسئلہ کے متعلق عوام کی [illegible]

[illegible] : ۳ [illegible] : ۲ [illegible] الخصومات فی المسجد
[illegible] : ۴۲ [illegible] : ۱

[illegible]

[illegible] to say definitely that Mosques were from the beginning through centuries educational institution. The [illegible] occasionally used to live in Mosques. The [illegible] therefore, corresponded to Caxton, Town Hall and [illegible] Theatres of these Hotels.

ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ مساجد ابتدا سے صدیوں تک تعلیم کا [illegible] رہی ہیں۔ طلبا اکثر مساجد میں قیام پذیر ہوا کرتے تھے۔ [illegible] ٹاؤن ہال مدرسوں اور بعض اوقات تھیٹروں کا کام دیتی تھیں۔

مسجد کے آداب

مسجد میں ہر شخص کو پاک صاف [illegible] پاکیزہ یا نئے کپڑے پہننے چاہئیں۔ اس [illegible] صرف بننے ٹھننے کی غرض سے نہیں بلکہ [illegible] تعظیم ہو۔ اس کے لیے [illegible] دانستہ کریہہ صورت [illegible] خرچ الی المسجد [illegible] نماز [illegible] مسجد کے لیے [illegible] ارشاد الٰہی ہے: [illegible] اور [illegible] سید اللہ کے لیے ہیں سو اللہ کے ساتھ [illegible] کو نہ پکارو۔

یہ حدیث و آیت کریمہ [illegible] یاد آجاتے ہیں اور انسان [illegible]

[illegible]

۲ - ۱۸ :

نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو حکم دیا کہ میرے گھر کو پاک کردو طواف کرنے والوں کے لیے
اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ... ب ن ف ی ا ل ی ی ی
و ک ا ن ت ت د ف ن ا ... مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ ...

فرمایا: و ج د ت ف ی م س و ی ا ع م ا ل ا ل خ ا ط ی ت ا ت ت ی ف ی
ز ل ف ن ... بیوی نے بتایا ہے کہ میں نے مسجد میں ... کو
دفن کیا گیا ہو۔

ح ر ف ت ع ل ی ا ج ز ا ء ا ت ت ح ت ی ... بڑا پیمانہ ... یہاں تک کہ وہ کوڑا ...
ب ا ہ ر ی ... کے، اٹھا کر لے گئے یہاں تک کہ وہ کوڑا ... پہنچا ہو۔

حضرت ... فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے قرآن ... کی
... اس نے قسم کی ہے تک دیا ہے رسول کریم ... آپ ...
... ہوئی آپ نے ... فرمایا کہ اس ... نہ دیں
ہو دست ... کہ ... رسول کریم ... کی

... ...

... ... کو ... ...
... ...

لے بخاری ۱۰۵۰ ... ...
... ...

[illegible]

[illegible]

مثنوی

تو قیمت بھی کم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ دکاندار زیادہ کے منافع پر بیچنے کے لیے بعض اوقات مناسب سے بھی کم قیمت پر فروخت کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

۲۔ آنریبل ایڈمنسٹریشن: ایسی منڈی میں فروخت ہونے والی اشیاء کو ایک عرصہ کے لیے ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر طلب میں اضافہ ہو جائے تو قیمت بڑھ جاتی ہے، طلب میں اضافہ سے رسد کی ایک مقدار [illegible] ہو جاتا ہے۔ اس سے منڈی میں اشیاء کی قیمت پر [illegible] پڑتا ہے۔

۳۔ [illegible]: [illegible] منافع ہوتا ہے۔ اس لیے [illegible] کر دیا جاتا ہے۔ [illegible] سے ہوتا ہے اپنے [illegible] پر [illegible] طلب کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے [illegible]

منڈی کی اقسام (حالت کے لحاظ سے)

۱۔ [illegible] منڈی۔ [illegible] کے گروہ [illegible] منڈی [illegible] اونٹ کی کھال کی [illegible] اشیاء [illegible] ہوتی ہیں [illegible] کی ہوتی ہے۔

۲۔ [illegible]

منڈی بلحاظ جنس

(۱) عام منڈی (۲) مخصوص منڈی (۳) نمونے کی منڈی (۴) درجہ بندی کی منڈی۔

۱۔ **عام منڈی**: اس قسم کی منڈی میں ہر قسم کی اشیاء کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ صارفین گروہ نواح سے آکر فروخت کی اشیاء خرید کر لے جاتے ہیں ایسی منڈی میں اشیائے صارفین پرچون نرخوں پر فروخت ہوتی ہیں

۲۔ **مخصوص منڈی**: ایسی منڈی میں عموماً ایک جنس یا اس کے متعلقہ اشیاء کی فروخت ہوتی ہیں یہاں اشیاء کی خرید و فروخت عموماً تھوک نرخ پر ہوتی ہے۔ مثلاً گندم مارکیٹ، سبزی منڈی، فروٹ مارکیٹ اور غلہ منڈی وغیرہ۔ مخصوص منڈی کے لیے ضروری ہے کہ اشیاء کی پیدائش وسیع پیمانے پر ہو۔ رسل و رسائل کے ذرائع بہتر ہوں

۳۔ **نمونے کی منڈی**: ایسی منڈی میں اشیاء کی خرید و فروخت ان کے نمونوں سے ہوتی ہے۔ لہٰذا ایسی منڈی صرف ان اشیاء پر مشتمل ہو سکتی ہے جن کے نمونے تیار کیے جا سکیں۔ ایسی منڈی عموماً مصنوعات پر مشتمل ہوتی ہے مگر دور حاضر میں زراعت اور مشینی کاشت عمدہ بیجوں اور کیمیائی کھاد کے استعمال نے زرعی اجناس کے نمونے تیار کرنا بھی ممکن بنا دیا ہے پاکستان میں گندم، چاول کپاس، پٹ سن وغیرہ کے نمونے تیار ہوتے ہیں۔

۴۔ **درجہ بندی کی منڈی**: سائنسی تحقیق و تجربات نے ہر شے کی درجہ بندی کر دی ہے جس سے اس کی خرید و فروخت میں آسانی ہو جاتی ہے۔ جس طرح نمونے دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں رہتی مثلاً گندم اور چاول کے گریڈ دیئے ہوئے ہیں۔ یا کسی چاول کا نام سنتے ہی خریدار کے ذہن میں ایک خاص قسم کا چاول آ جاتا ہے اور بغیر دیکھے وہ سودا طے کر لیتا ہے۔

منڈی بلحاظ مقابلہ

(۱) مکمل منڈی (۲) نامکمل منڈی (۳) اجارہ دارانہ منڈی۔

۱۔ **مکمل منڈی**: اگر کسی شے کی تمام اکائیاں اپنے معیار کے لحاظ سے یکساں ہوں اور ان کی خرید و فروخت کرنے والے افراد کی تعداد اس قدر زیادہ ہو کہ ان میں سے کوئی بھی اپنے اثر و رسوخ کی وجہ سے شے کی قیمت پر اثر انداز نہ ہو سکے تو اس کی منڈی خالص منڈی کہلاتی ہے مگر ان دو لوازمات کے علاوہ اگر کسی صنعت میں نئے کاروبار شروع کرنے یا پرانے کاروبار بند کرنے پر کوئی پابندی نہ ہو تو ایسی

پیدا کرنے والے عاملین کی رسد لچکدار اور وہ مکمل طور پر حرکت پذیر ہوں۔ خریدار اور فروخت کار کو منڈی کے حالات سے مکمل آگاہی ہو وہ ایک دوسرے کے ساتھ براہ راست یا بالواسطہ طور پر تجارتی رشتے ناتے میں منسلک ہوں، اور منڈی میں کسی شے کی ایک وقت میں ایک ہی قیمت رائج ہو تو ایسی منڈی مکمل منڈی کہلاتی ہے۔

ب: "نامکمل منڈی" وہ نامکمل منڈی ہے جس میں کسی شے کی تمام اکائیاں اپنے معیار کے لحاظ سے یکساں نہیں ہوتیں۔ خریدار یا فروخت کار بھی تعداد میں بہت ایک سے ہوتے ہیں جس سے اقلیت میں ہونے والے فریق کو قیمت پر اثر انداز ہونے کا موقع مل جاتا ہے۔ کاروبار کی ابتدا یا اختتام پر یا خریداروں کے عدد و عاملین پیدائش میں نہ تو یکسانیت پائی جاتی ہے اور نہ ہی حرکت پذیری و خریدار اور فروخت کار میں نہ تو برابر کا علم ہوتا ہے نہ ہی انہیں منڈی کے حالات سے مکمل واقفیت اس طرح کی منڈی میں کسی شے کی ایک قیمت بھی رائج نہیں ہوتی۔ کبھی تو گاہک سے شے کی قیمت اس کی مالی اور سماجی حیثیت کے مطابق وصول کی جاتی ہے اور کبھی منڈی کے محل وقوع کے لحاظ سے۔ مثلاً آپ کار یا سکوٹر پر دیدہ زیب لباس میں ملبوس جس سے آپ کی امارت ٹپکتی ہو۔ کوئی شے خریدنے جائیں تو وہ دکاندار آپ سے زیادہ قیمت مانگے گا بہ نسبت اس کے جب آپ سادہ لباس میں ملبوس پیدل چلے جائیں تو وہی دکاندار اسی شے کی کم قیمت کا مطالبہ کرے گا۔ منڈی کے کسی مخصوص حصے میں جہاں معاشی حیثیت پر مبنی افراد کا ہجوم ہو جائیں وہاں قیمت منڈی کے دیگر حصوں کی نسبت زیادہ وصول کی جاتی ہے۔ مثلاً جموں کشمیر کی بازار میں انارکلی اور مال کی نسبت سستا ملنے کی بڑی وجہ کشمیر بازار کے محل وقوع سے ہے۔ لوگ ہمیشہ اپنے مخصوص دکانوں سے اشیاء خریدتے ہیں۔ اس کی وجہ بعض اوقات تو دکاندار کی خوش خلقی اور عمدہ سلوک ہوتا ہے جبکہ اوقات کے قریب زیادہ تر اشیاء ادھار لیتا ہوتی ہیں۔ اتار کی قیمتوں کی زیادتی ایک ہی شے کی ڈیزائن پیکنگ بازار تبدیل کرنے سے بھی فرق پڑتا ہے۔ شہر کے بڑے بڑے سٹور میں کسی اور کسی نام کے دکاندار کا نام لکھا ہوتا ہے۔ پیکنگ بھی تبدیل کر دیا جاتا ہے ان کی قیمتیں بھی بعض اوقات کم ہوتی ہیں۔ دنیا کی بڑی منڈیاں مکمل ہیں اس وجہ سے ہی قیمت کے تعین کے معاملے میں خاصی پیچیدگی پائی جاتی ہے۔

ج۔ اجارہ دارانہ منڈی: ایسی منڈی ہے جس میں شے کا فروخت کار یا تو ایک فرد

کا اور اس کے ساتھ منڈی بھی محدود ہو جائے گی۔

جس شے کی طلب وسیع اور ہمہ گیر ہو اس پر شخصی پسند، علاقائی تعلقات اور فیشن کے تغیرات کا اثر نہ ہو اس کی منڈی وسیع ہوتی ہے مثلاً سونے چاندی، گندم، تمباکو، کپڑا وغیرہ پر شخصی پسند کا کوئی اثر نہیں لہٰذا ان کی منڈی وسیع ہوتی ہے۔ مگر سندھی ٹوپیاں، پشاوری چپل، بہاولپوری ظروف پر علاقائی تعلقات کا اثر ہوتا ہے۔ برف، سرد مشروبات اور آئس کریم پر موسمی اثرات کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔ یہ مقامی طور پر بن کر وہیں بک جاتی ہیں۔ اسی طرح ہوا، کیچ، پیمانے پر پیدا کی جائیں ان کی فروخت کے لیے آجر کو گاہک دوڑنا پڑتی ہے جس سے منڈی کی وسعت میں بہت مدد ملتی ہے۔ وسیع پیمانے پر پیدا ہونے والی اشیاء پیچیدہ تقسیم کار کے حامل ہوتی ہیں۔ مشینوں کا استعمال عام ہوتا ہے لہٰذا اشیاء کو فروخت کرنے کے لیے اشتہار کا بھی سہارا لیا جاتا ہے جو منڈی کو وسیع کرنے میں مدد دیتا ہے۔ بڑے پیمانے کی پیداوار مشینوں کی مدد سے وسیع پیمانے پر ہوتی ہے تیار کرتی ہے لہٰذا وہ اپنی اشیاء کی نشر و اشاعت کے لیے بذریعہ اخبارات، ریڈیو، سینما، سکرین اور ٹیلی ویژن پر ایک معقول رقم خرچ کرتی ہے جس سے بازار کے چوکوں کی طلب پر شخصی اثر پڑتا ہے شے کی جسامت، حجم اور قدر و قیمت بھی اس کی منڈی کو محدود یا وسیع کرنے میں مدد دیتی ہے۔ مثلاً سونا، چاندی اور کرنسی نوٹوں کی منڈی کی وسعت کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان کا حجم اور جسامت بہت کم ہوتی ہے مگر قدر و قیمت بہت زیادہ ہے۔ یہ چھوٹے اور ہلکے ہوتے ہیں مگر قدر و قیمت کم ہونے کی وجہ سے ان کی منڈی وسیع ہوتی ہے۔

اگر لوگوں کی جان و مال محفوظ ہو۔ ملک اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ ہو تو لوگ دور پیمانے پر سرمایہ کاری کرتے ہیں جس سے پیداوار بڑھتی ہے اور منڈی کو وسعت ملتی ہے اور منڈی وسیع ہو کر معاشی ترقی میں تیزی لاتی ہے۔ جنگ و جدل، اندرونی خلفشار اور سیاسی تبدیلی میں تجارتی رشتے بہت کمزور پڑ جاتے ہیں۔ حجم محدود ہو جاتا ہے۔ پیمانہ پیداوار کم ہو جاتا ہے اور رسد کم ہو جاتی ہے جس سے منڈی محدود ہو جاتی ہے۔ حکومت اگر تجارت پالیسی پر عمل پیرا ہو تو اس سے بھی منڈی کو وسیع کرنے میں مدد ملتی ہے۔ کسی کی درآمد و برآمد پر کوئی پابندی نہیں ہوگی تو تجارت بڑھے گی اور منڈی وسیع ہوگی۔ اگر درآمد و برآمد پر

منڈی کی اہمیت سے کسے انکار ہو سکتا ہے یہ ایک مرکز ہے جہاں ہماری انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے تقریباً ہر وقت موجود ہوتے ہیں جو اسے کئی مشکلات اور پریشانیوں سے نجات دلاتا ہے۔ گوشت کی ضرورت ہو تو آپ قصائی والے کی دکان پر جائیے کپڑے یا ضروری کی خرید کے لیے کپڑا منڈی کا رخ کریں کے وہیں سے خریدنا ہوتا ہے منڈی کی جائیں گے۔

اس مرکز پر مختلف قسم کے افراد جمع ہوتے ہیں ہر فرد کی پسند اور ناپسند مختلف ہے اسی لیے ہر شخص کے لین دین کا طریقہ بھی مختلف ہوتا ہے۔ ان اختلافات کے باوجود کوایک دائرہ میں رکھنے کی کاروباری اصول ہوتے ہیں جن سے کسی فرد کو انکار نہیں پہنچتی۔ کسی کے جذبات مجروح نہیں ہوتے۔ کسی کی پسند اور ناپسند کو ٹھیس پہنچتی۔ یہ کاروبار کے اصول ایمانداری دیانت اور باہمی [illegible] ہیں۔ جھوٹ کھسوٹ بددیانتی اور اصل کے دھوکہ میں نقلی مال دینے [illegible] خطرناک [illegible] ہے کہ اس نے نہ صرف کاروبار کو تباہ و برباد کیا بلکہ [illegible] اور قتل کا موجب بھی بنا۔ اسلام آج سے چودہ سو سال پہلے صوفیا کرام کے ذریعہ دیانت [illegible] تجارت کرنے کی اہمیت کو سمجھا جاتا ہے۔ اندرونی [illegible] پروان کرنے میں تاجروں کا بہت اہم حصہ ہے انگریز تاجر کی دیانت داری نے اب مثالی حیثیت اختیار کر گئی ہے جبکہ خود ہندوستانی تاجروں کی دیانت [illegible] اس کی مثال ہے کہ ذاتی وقار کی خاطر مذہب کو سو دور ہوتے ہوئے اس نے بہت سنہری اصول کو بھی فراموش کر دیا۔ جو بدقسمتی سے ہم نے دیکھا کہ [illegible] ہندو تاجر بہت حد تک ان کاروباری اصولوں پر کاربند تھے۔ اس لیے [illegible] ان کا بائیکاٹ کر دیا اور سودا سلف خریدنے کی بجائے ہندو تاجر سے خریدنا [illegible] اگر منڈی میں تاجر دیانت داری سے تجارت کریں اور صحیح مال خریدار کو دیں [illegible] کریں اور [illegible] نہ کریں۔ دھوکہ اندوزی [illegible] ناقابل معافی جرائم کے مرتکب نہ ہوں۔ ناجائز ذخیرہ اندوزی سے [illegible] جہاں تک ہو سکے منڈی کا ماحول زندگی میں ایک حیرت انگیز اخلاقی انقلاب برپا کر سکتا ہے۔

منڈی جہاں فرد کی اخلاقی تربیت کرتے انہیں راست گوئی [illegible] اور محنت کی تلقین کرتا ہے وہاں اس کے ساتھ لوگوں میں [illegible]

ریاست

[illegible]

۱۔ آبادی : ریاست کے وجود کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں آبادی ہو۔ بغیر آبادی کے ریاست کا تصور ہی ناممکن ہے کیونکہ ریاست کے بنیادی عناصر میں آبادی سب سے اہم عنصر ہے۔ آبادی کے بغیر انسان کی تمدنی زندگی کے مقاصد حاصل نہیں کیے جا سکتے۔ آبادی کی وجہ سے ہی ریاست کو افرادی قوت حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ علاقہ : ریاست کا دوسرا جزو علاقہ ہے۔ آبادی کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ کسی خاص علاقے میں رہے۔ آبادی جس علاقے میں رہتی ہے اسے علاقہ کہتے ہیں۔

خود پر قبول کرتے جاتے ہیں یہ معلوم کرتا ہوں کہ کس ملک کی حکومت کو خود
خفیہ ہے یا ڈیموکریٹک یہ دونوں ہیت ہو یا ہی چیک ہو اقتدار کی سونپ دیا جب
تو جنہے اسی وقت انتشار و انارکی کے بیج نظر آنے لگتے ہیں ہمیں تو ایک ہی
ریاست کی تشکیل کرنے کی ہوں جہاں کی حقیقی آزادی ہو سکے۔

ملکت کے بیت آئی نظریات

ملکت کا آغاز کس طرح ہوا، منتشر افراد نے کس طرح متحد ہونا گوارا کیا کہ ایک حکومت
قائم کرنی چاہیے؟ اس سوال کے جوابات مغربی مفکرین سیاست نے دیئے ہیں وہ حسب ذیل
ہیں۔

۱۔ نظریہ تخلیق ربانی Divine Theory: یہ ہی نظریہ ہے جسے
یہ پرفیسر گل IIGIS. کو ایک نامی مقام حاصل تھا وہ فرماتے تھے کہ حضرت نوح کے بعد
تمام دنیا کے بادشاہ ان کے خاندان کے تھے اور ان کے حکم کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا
سکتے تھے۔ رفتہ رفتہ ان بادشاہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ انہیں دوسرے لوگوں پر حکومت کرنے کا حق حاصل ہے۔

قدیم زمانہ میں مذہب اور حکومت دو علیحدہ چیزیں نہیں تھیں بلکہ ان کی آمیزش تھی
اسی عقیدہ کا نتیجہ تھا کہ عوام کے دلوں میں یہ عقیدہ جما ہوا تھا کہ بادشاہ کو خدا کی
طرف سے ودیعت کیے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں نے یہ عقیدہ قائم کیا کہ بادشاہ کو
حکومت کے نظام و انصرام میں بھی شریک ہے۔ اہل یونان اور اہل روم نے یہ اعلان کیا کہ حکومت
ایک الٰہی تنظیم ہے جس کا سرچشمہ ربانی Divine ہے۔

اس نظریہ کی رو سے مملکت انسان کی بنائی ہوئی نہیں ہے بلکہ خدا کی بنائی ہوئی ہے کہ
دوسرے انسان کو کوئی حق نہیں اس کے آئین و قانون کی مرمت کرنے کا ....
..... اسی وجہ سے بادشاہ کا سرچشمہ اس کی ذات ہے۔
مقننہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ بادشاہ کے ذہن کی حکمت کو رسوخ
دی جاتی ہے۔ بادشاہ کا فرمان ہی قانون ہے اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا شخص
شریک نہیں اس کا ہر حکم قانون ہوتا ہے کوئی شخص اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا کیونکہ
خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دینا خدا کا کام ہے بادشاہ کا نہیں ہوتا ہے۔

دوسری جگہ ہے: اُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۔
ان لوگوں کو اجازت دی گئی ہے جن سے لڑائی کی جاتی ہے اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا۔

۲۔ یہ کہنا صحیح نہیں کہ حکمت کا آغاز صرف فتوحات پر مبنی ہے بلکہ فتوحات کے پہلے بھی بہت سی قوموں نے حکمت کے ڈھانچے کو جنم دیا۔

۳۔ یہ نظریہ ذاتی آزادی اور قانون کی نفی کرتا ہے۔

۴۔ جبر و قوت کا اصول انسانی سوسائٹی کے لیے غیر موزوں ہے

نظریہ معاہدۂ عمرانی Social Contract Theory

یہ نظریہ مقبول ہے اس نظریہ کی رو سے ایک سوسائٹی کے افراد باہمی رضامندی سے یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہم سب مل کر ایک اجتماعی نظام قائم کریں۔ جس میں افراد کے درمیان حقوق اور طاقت کے فرائض اور حقوق مقرر کر دیے جائیں۔

اس نظریہ کا قدیم سکن بیان تھا لیکن اسے اٹھارہویں صدی میں ہابس Hobbes لاک Locke اور روسو Rousseau نے خاص طور پر اس نظریہ پر زور دیا کہ انسانی حکومتیں باہمی رضامندی سے

تنقید:

فوائد: اس نظریہ سے یہ بات بہت اچھی ہے کہ حکومت کے فرائض اور حقوق کا تعین ہے۔ راستے دو سے بہتر ہے اور کسی ایک کی حکومت پر حکومت کرنے والے اور حکومت کرنے والوں کے درمیان حقوق و فرائض کا تعین ہے۔

نقائص:

۱۔ اس نظریہ کی رو سے حکومت ایک مصنوعی چیز ہوتی ہے جو انسان نے بنائی ہے۔ لیکن قدیم سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ حکومت انسان کی فطرت میں شامل ہے اور ہمیشہ سے۔

۲۔ اس نظریہ کی تاریخی حقیقت ثابت نہیں کہ لوگوں نے کسی حکومت سے معاہدہ کیا ہو اگر اسے تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ کس طرح ثابت کیا جائے گا کہ معاہدہ کرنے والوں نے اپنے بعد آنے والی نسلوں کو بھی اس کے تحت کر دیا ہے۔

مادی نظریہ

اور اسلام کے سامنے سب کو سرِ تسلیم خم کرنا پڑتا۔

تنقید: یہ نظریہ اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اسلام مرد کو نگران اعلیٰ مقرر کرتا ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے: الرجال قوامون علی النساء۔ یعنی مرد عورتوں کے نگران ہیں۔

عورت کی جسمانی ساخت بھی اس امر کی دلیل ہے کہ وہ حکومت کرنے کی اہل نہیں ہے۔

۲۔ نظریہ پدرشاہی Patriarchal Theory

اس نظریہ کی رو سے حکومت کی بنیاد خاندان کے بزرگ فرد کے اختیارات سے ہوئی ہے ہر خاندان میں ایک بزرگ ہوتا ہے جس کے حکم کے سامنے تمام افراد اپنے ذاتی مفاد بھول جاتے ہیں اور اس کے ہر حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں جب مختلف خاندان یکجا ہو کر ایک قبیلہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں تو اس قبیلہ کے انتظام کے لیے ایک شخص کو بزرگ تسلیم کر لیا جاتا تھا وہ جب فوت ہو جاتا تھا جب نئی نسل میں ذہنی پختگی آگئی تو انہوں نے دوسرے قبائل پر حملہ کر کے مغلوب کرنے کی کوشش کی۔ اس طرح حکومت کی بنیاد پڑ گئی۔ ارسطو سے لے کر نیسوبن حمدی تک کئی سیاست دان نے اس نظریہ کی تائید کی ہے۔

۳۔ حکومت کی ارتقائی تشریح: Evolution of Theory

ارسطو اپنی کتاب "سیاسیات" میں کہتا ہے: "حکومت ایک ایسی چیز ہے جو ارتقا کی منزلیں طے کر کے ایک پیچیدہ شکل اختیار کر گئی ہے۔ انسان فطری طور پر ایک سیاسی حیوان ہے"

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حکومت انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ وہ دوسروں کے ساتھ مل جل کر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر ایسی قوتیں ودیعت فرمائی ہیں کہ وہ باہمی تعلقات کو منظم کرے۔ اس فطری اہمیت کی بنا پر تنظیم کی ابتدا ہوئی۔ جس نے رفتہ رفتہ حکومت کی شکل اختیار کر لی۔ حکومت کی ابتدا مختلف ثبوت کے تحت ہوئی ہے مثلاً مذہبی عقیدہ، جنگ، دولت کی خواہش وغیرہ۔ یہ وہ عناصر ہیں جن کی وجہ سے حکومت کی آفرینش ہوئی۔

حکومت کی اقسام

حکومت کی اقسام کو دو بنیادوں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ اول کی بنا پر تقسیم کرتے ہوئے حکومت کو تین اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان تین اقسام کے علاوہ حکومت کی اور کوئی قسم نہیں ہو سکتی۔

۱۔ ایک شخص کی حکومت (بادشاہت)

۲۔ چند افراد کی حکومت (اشرافیہ)

۳۔ بہت سے افراد کی حکومت (دستوری حکومت)

اب ہم ان اقسام کی مختصر تشریح کرتے ہیں:

ارسطو کی ریاست کو ہیں حکمران فرد واحد ہو جو عوام کی بہبود کی خاطر [illegible] حکومت کرتا ہے تو وہ Monarchy کا نام دیتا ہے جب بادشاہ کو اس [illegible] ذاتی اغراض کے لیے حکومت کرتا ہے تو اس ریاست کو جابرانہ حکومت Tyranny کا نام دیتا ہے۔

جب بادشاہ کے مرنے کے بعد بڑے بڑے [illegible] تو وہ چند افراد کی بھلائی اور [illegible] کرتے ہیں [illegible] بادشاہ کی حکومت کو ختم کر دیتے ہیں اور اپنی حکومت قائم کر لیتے ہیں۔ اس ریاست کو اشرافیہ Aristocracy کہتے ہیں۔ کچھ عرصے بعد [illegible] کی چند دولت مند فرد حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں [illegible] کرتے ہیں تو وہ اس ریاست کو زرسالاری (Oligarchy) کہتے ہیں۔

جب دولت مند افراد کے خلاف عوام اکٹھے ہو جاتے ہیں تو وہ ان کی [illegible] کر دیتے ہیں وہ اپنی حکومت چلاتے ہیں اس طرح عوام کی حکومت کو دستوری حکومت کہتے ہیں۔

جدول

حکومت کی تعداد	نام ریاست	حکومت کا نام
فرد واحد کی حکومت	بادشاہت	جابرانہ حکومت
چند افراد کی حکومت	اشرافیہ	زرسالاری
سب لوگوں کی حکومت	دستوری	جمہوریہ

میکیاولی کی آراء

میکیاولی [illegible]

[illegible] ہے جسے وہ "ایک حکومت" Democracy قرار دیتا ہے۔

جین بودان Jean Bodin [illegible] حکومتوں کی [illegible]
[illegible]

بادشاہت Monarchy جس کی تین قسمیں ہیں
ا۔ استبدادی: Despotism جس میں بادشاہ کو تمام امور پر اختیار ہوتا ہے
ب۔ شاہی: Royal Monarchy جس میں بادشاہ قانون کی پابندی کرتا ہے
اور رعایا کی آزادی و جمہور کا خیال رکھتا ہے۔
ج۔ قہرمانیت Tyranny جس میں بادشاہ قانون کی کوئی پروا نہیں کرتا
[illegible]

۲۔ امرائی حکومت: Aristocracy
۳۔ جمہوریت: Democracy عوام کی حکومت

[illegible] کی تقسیم
[illegible]
[illegible]

[illegible]
۱۔ [illegible]
۲۔ [illegible]
۱۔ [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible]
۲۔ [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
۱۔ [illegible]
۲۔ [illegible] [illegible]
[illegible]
[illegible]

انتخابی اشرافیہ ۔ موروثی اشرافیہ

روسو انتخابی اشرافیہ کو بہترین طرز حکومت قرار دیتا ہے کیونکہ اس طرز حکومت کو اپنانے میں عوام کا دخل ہوتا ہے۔

سربیا ، [illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible]
[illegible] سیاست کی [illegible] اس [illegible]
ہے۔

وفاقی : (Unitary) وہ ریاست جس میں حکومت ایک [illegible]
وہ وفاقی ریاست کہلاتی ہے

وفاقی : Federal جن ریاستوں میں حکومت دو یا دو سے زیادہ [illegible]
جائے وہ وفاقی ریاست کہلاتی ہے۔

دوم : مریوٹ یہ قانون کو [illegible] کرنا [illegible]
کی جا سکے تو لچکدار Flexible کہلاتا ہے۔ کہ دستور میں [illegible]
Rigid دستور کہلاتا ہے

تیسرا اصول : آبادی کی [illegible] ہے۔ [illegible]
اس لیے حکومت پارلیمانی کہلاتی ہے۔ اگر [illegible]
کہلاتی ہے۔

بیکاک Leacock کی تقسیم : [illegible]
کی جاتی ہے جو درج ذیل ہے۔

۱۔ بادشاہت Monarchy ۲۔ [illegible]

۳۔ جمہوریہ Democracy

بادشاہت : [illegible]
کے ہاتھ میں ہوں۔ اس کی دو قسمیں ہیں

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

کہلاتی ہیں جن میں [illegible]
ہوتی ہے [illegible]

۱۔ آئینی بادشاہت : Constitutional Monarchy آئینی بادشاہت

۲۔ اشرافیہ : Aristocracy اشرافیہ وہ طرز حکومت ہے جس میں حکومت کی باگ

۳۔ جمہوریت : Democracy یہ وہ طرز حکومت ہے جس میں حکومت

Government of the people, for the people,

by the people

یعنی جمہوریت حکومت کی وہ شکل ہے جو عوام کی، عوام کے لیے اور عوام

جمہوریت کی دو قسمیں ہیں :

۱۔ براہ راست جمہوریت Direct Democracy

۲۔ بالواسطہ جمہوریت Indirect Democracy

۱۔ براہ راست جمہوریت : اس طرز حکومت میں ملک کے تمام بالغ شہری

اسلامی ریاست

اسلامی حکومت کے نام

امامت، خلافت، امارت: اسلامی حکومت کے تین نام ہیں۔ امامت، خلافت، امارت۔ تینوں ناموں کی تشریح جدید علماء کے نزدیک یہ ہے جو ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

امامت کبریٰ: امامت ایک ایسی ریاست کا نام ہے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم مقامی میں دین و دنیا کی جملہ سرگرمیوں میں اپنی حاکمیت و طاقت کا اس طرح اظہار کرتی ہے کہ اس کی رہنمائی سے دین نمایاں ہو جاتا ہے۔

گویا امامت کبریٰ اسلامی حکومت کا اعلیٰ ترین نام ہے۔

علامہ ابن خلدون رقمطراز ہیں:۔

"حکومت کا وہ منصب جو دین کی نگہبانی اور دنیا کے سیاسی فرائض کی رہبری کرتا ہے خلافت و امامت ہے۔ اس کو امامت کبریٰ اور خلافت عامہ کہا جاتا ہے۔"

علامہ شیخ محمد بن علی بن محمد بن علی ابن العربی امامت کبریٰ کی شرح ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

"خدا کی پیدا کی ہوئی دنیا کے باشندوں پر وہ نظم حکمرانی جو ایک امام کی تعیین کا موجب ہوتا ہے اور جس کو پیغمبر کی نائب کی کا فرض حاصل ہو۔"

امارت: جب حکومت امور عامہ کو اپنے ہاتھ میں لے کر افراد امت کو ہدایت کا حکم دیتی ہے اور مسرات کا سبب ہوتی ہے تو اس کو امارت کہتے ہیں۔

امارت کا لفظ امر سے مشتق ہے۔ امر کے معنی ہیں حکم دینا۔ اور حکومت کا بھی یہی مفہوم ہے۔ ابوالبقاء نے اپنی لغت میں امارت کی تعریف کی ہے "امارت ولایت ہے" یعنی امارت حکومت ہے۔

۔ الواقف والمرصد فی الترجمۃ ص ۲۴۲ بحوالہ اسلامی نظام حکومت دین و دنیا میں ہماری ذمہ داریاں مقدمہ کتاب العبر ابن خلدون امامت و خلافت ص ۳۶۰ بحوالہ اسلامی نظام حکومت دین و دنیا میں ہماری ذمہ داریاں ص ۳۵ کلیات ابوالبقاء حنفی امارت ص

منتخب کر لیا جائے۔ اکثریت رائے سے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کر لیا۔

حضرت علیؓ کی بیعت بھی تمام لوگوں کی رائے کے مطابق ہوئی۔

خلفاء اربعہ کے انتخاب کے طریقے مختلف ہیں۔ لیکن طریقہ ہر طریقے میں کامیاب ہے۔

سوال نمبر ۱: ولی عہدی کے نامزدگی کے لیے کون سی شرائط ہیں؟

شرائط امامت یا خلافت

شرط اوّل:۔ امیر مملکت مسلمان ہو۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ کے [illegible] وہی شخص مستحق ہو سکتا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر آپ کا خلیفہ بنے۔ قرآن [illegible] یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ [illegible] سے ثابت ہے۔ اللہ کی تابعداری کرو اور رسولؐ کی اس [illegible] تابعداری کرو۔

اس آیت کریمہ میں حکم کا لفظ اس بات پر صریح [illegible] ہے کہ مسلمانوں [illegible] میں سے ہوگا۔ وَ لَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِیْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا۔ [illegible] کافروں کے لیے مسلمانوں پر فوقیت دینے کو ہرگز روا نہیں رکھتا۔

شرط دوم:۔ خلیفہ کے لیے دوسری شرط ہے کہ وہ عاقل [illegible] شرعاً مجنون اور نابالغ کے کسی تصرف پر اعتبار نہیں ہو سکتا۔

شرط سوم:۔ جسمانی نقص نہ ہو۔

خلیفہ جسمانی نقص نہ رکھتا ہو۔ جس درجہ سے وہ فرائض [illegible] سکے۔ اگر وہ دوسرے خلافت کے جسمانی نقص میں مبتلا ہو جائے [illegible] ہو جائے تو چونکہ اس کی وجہ سے [illegible] قرآن میں آیا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ [illegible]

[illegible]

شرط ششم : امدی حکومت کی صدارت کے لیے مرد کا ہونا ضروری ہے۔

کیونکہ اسلام نظیمہ اور کا ارشاد ہے

نے سرکار نہیں پائی جس کا ان کا قصد ایک عورت نے باندھا ہو۔ (بخاری)

خلع کے اختیارات

خلع کے اختیارات : خلع کا حق

قرآن کریم نے اس کا اختیار :

خلع کے لئے شوہر کا اختیار :

خلع یا طلاق کا اختیار :

خلع کے اختیارات :

خلع کے اختیارات :

جبکہ قرآن میں آیت: واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا نازل ہوئی ہے۔

ایک اعتراض: ایک اعتراض یہ ہے کہ بعض شرعی کے متفقہ

بہت سے ایسے مسائل ہیں جن کے خلاف

لارڈ ۔

اقتباسات

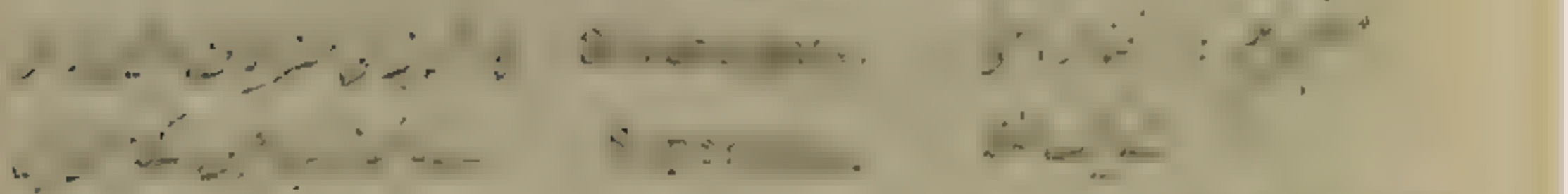

[illegible] نہیں ہیں درجس کی خشا کا رد نہیں ہو سکتا :

روسو جان لاک کہتا ہے :-

" یہ اعلیٰ اختیار عوام کے قبضہ قدرت میں ہے لیکن اس کا مالک انہیں کبھی کبھی

بتاتا ہے ۔

روسو کا نظریہ اقتدار اعلیٰ : روسو نے اقتدار اعلیٰ کو [illegible]

[illegible] کہا ہے ۔ اس کا خیال ہے

[illegible]

مندرجہ بالا تعریفات کی رو سے اقتدار اعلیٰ یا تو حکومت کو حاصل ہوتا

ہے یا سوسائٹی کو ۔ اقتدار اعلیٰ حکومت کو حاصل ہوتا ہے ، جب کہ وہ قانون

بناتی ہے یا منظور شدہ قوانین کی حمایت اقتدار اعلیٰ ہے ۔ [illegible]

اسلامی نقطۂ نگاہ سے اقتدار اعلیٰ کا مفہوم

[illegible]

[illegible]

پھر تم لوگوں کے درمیان اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ کرو اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو۔

[illegible]

جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ فاسقوں میں سے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ بنی مخزوم کی ایک عورت فاطمہ نامی کی قریش نے اس وجہ سے کہ وہ چوری کے جرم میں گرفتار ہوئی تھی، حضرت اسامہؓ کو جو آپ کے منہ بولے بیٹے تھے، سفارش کرنے کے لیے بھیجا۔ جب انہوں نے سفارش کی تو آپ نے فرمایا:

کہ تم سے پہلی قومیں اس لیے تباہ ہوئیں کہ جب ان میں کوئی معزز شخص چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور کمزور آدمی پر حد جاری کرتے۔ آپ نے فرمایا

والذی نفسی محمد بیدہ لو سرقت فاطمۃ بنت محمد لقطعت یدھا

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔

[illegible]

شدہ حق واپس نہ دلادوں۔

[illegible]

مترجم کہتا ہے

حضرت ابو وائل سے روایت ہے کہ حضرت عثمان نے ایک مرتبہ لوگوں سے خطبہ دیا۔ اے لوگو! میں اپنے ساتھیوں کو تمہارے پاس اس لیے نہیں بھیجتا کہ وہ تمہیں [illegible] مارنے کوڑا مارنے [illegible] بلکہ میں نے ان کو اس لیے بھیجا ہے کہ وہ تمہیں [illegible] سنت کا درس دیں۔ کہ کسی کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے۔ تو وہ [illegible] اس [illegible] میرے پاس آئے۔ میں [illegible] ان سے [illegible] کروں گا۔ [illegible] فرمایا [illegible] کہ [illegible] ان کے [illegible] کے [illegible] ان کے [illegible] میں [illegible] ان کے [illegible] کے [illegible] ان کے [illegible] کے [illegible] ان کے [illegible] کے

تک کہ اجازت نہ لے لو۔

ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا حق :

کی رونق تھے بے تو ان حرمت میں نہ آئے تو وہ فوج
اس وجہ سے حکومت کی ... ہیں کہ وہ ظلم کے خلاف بہ نفرت آواز نہ
... ہے کہ جہاں بھی ظلم سرائی نے وہیں کا سر کچل دیا جائے

قرآن مجید میں ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ۔ اللہ فساد
والوں کو پسند نہیں کرتا۔

دوسری جگہ ہے۔ لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَہْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ
اللہ کو بری بات کے ظاہر کرنے کو پسند نہیں کرتا سوائے اس کے
... کیا ہو۔ اس آیت کریمہ میں ... ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے کی اجازت

... آواز اٹھانے کی شرائط :

جہاں یہ ... ہے:

آواز اٹھانے کی حکمت :

اسلامی حکومت میں ... کی ... کا
... ہے کہ کہیں ... حکومت ... نہ بن جائے
ارشاد ہے: ... فی الارض ... ان ... فی
... دیکھ کر ... نے ... ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ... کو ... سے
... ہے ... اور ... کے
... ہے ... درمیان ... کرنا ... کرنا ... کرنا
... کرنا ... کرنا ... کرنا ... کرنا ... کرنا

ملکیت کا حق :

... ہے ... کی ... کا ... ہے ... کی ... کا
... ہے ... کی ... کا ... ہے ... کی ... کا

... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے
... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے

سلطنت کا ایک اہم فریضہ

قال اللہ

ا ۲ : ۱۰۵ ۔ ۱۰۶ ۔ ۱۰۵ ۔ آل عمران ۳ : ۲۰۰ ۔

۸۔ قمار بازی بھی معاشرہ کی ابتری کا باعث بنتی ہے۔ قرآن کریم نے اس کی قطعی ممانعت کر اس سے پرہیز کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس سلسلہ میں ہمیں ہدایت ملتی ہے پاتا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ (المائدہ ۵: ۹۰، ۹۱) اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پاسے ناپاک کام شیطان کے عمل ہیں تم ان سے بچتے رہو تاکہ فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے سے تمہارے درمیان دشمنی اور نفرت ڈال دے اور تم کو اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے، پس کیا تم رکنے والے ہو۔

۹۔ ناپ تول میں کمی بھی معاشرہ میں عدم توازن کا باعث بنتا ہے۔ قرآن مجید نے اس سے بچنے کی ہدایت ارشاد الٰہی ہے: وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (بنی اسرائیل آیت ۳۵) ناپ کر پورا کرو اور سیدھی ترازو سے تولو یہ بہتر اور انجام کے لحاظ سے اچھی بات ہے۔

اس جرم کی سزا وقت کے حکمران وقت پر چھوڑ دی گئی ہے۔ وہ وقت کے تقاضے کے مطابق سزا تجویز کرے۔

۱۰۔ معاشی عدم توازن بھی معاشرہ میں ابتری پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے۔ معاشی توازن سے مراد یہ ہے کہ معاشرہ میں اس قسم کا معاشی نظام رائج کیا جائے جس میں دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر نہ رہ جائے اور ایک طبقہ غریب تر ہوتا جائے۔ جب کوئی معاشرہ اس عدم توازن کا شکار ہو جاتا ہے تو معاشرہ میں دشمنی کی کئی بڑی شکلیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسلام اس کو فرض قرار دیتا ہے کہ وہ ایسا نظام قائم نہ ہونے دے جس سے معاشرہ میں عدم توازن پیدا ہو۔ معاشی عدم توازن کا سب سے بڑا سبب سود ہے۔ اسلام نے اس کو قطعی طور پر حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (آل عمران ۳: ۱۳۰) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

قیامِ امن: حکومت کا اولین فریضہ ملک میں امن و امان قائم رکھنا ہے جس کے بغیر انسان کی ترقی ممکن نہیں ہو سکتی۔ قرآن مجید نے بار بار فتنہ و فساد کی مذمت کی ہے۔ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ اور اللہ مفسدوں کے کام کی اصلاح نہیں کرے گا۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ اللہ مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا۔ فتنہ و فساد کو ختم کرنے کے لئے یہاں تک حکم ہے وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ (البقرہ ۲: ۱۹۳)

قیامِ عدل: قیامِ عدل حکومت کا ایک اہم فرض ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے: وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ (المائدہ ۵: ۸) کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ سے قریب تر ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:
وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ (المائدہ ۵: ۴۲) اور اگر تو فیصلہ کرے تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

قانون کی حفاظت: حکومت کے فرائض میں سے ایک فریضہ یہ ہے کہ قانون کی پابندی کرائے۔ مقررکردہ قوانین کے مطابق فیصلے کئے جائیں۔ ارشاد ربانی ہے: فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ (المائدہ ۵: ۴۸) پس تو ان کے درمیان اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ کر اور جو حق تیرے پاس آیا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کر۔ دوسری جگہ آیا ہے: وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (المائدہ ۵: ۴۵) اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہ کریں وہی ظالم ہیں۔

اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت: اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت حکومت کا فرض ہے۔ اسلامی ریاست میں رہنے والی غیر مسلم اقلیت کو ذمی کہا جاتا ہے۔ یہ قوم کے تحت ذمی ...

دشمن کی تکفیر سے احتیاط:

مال کی حفاظت :

ذمی کی جان کی حفاظت کی طرح اس کے مال کی حفاظت بھی اسلامی حکومت کے ذمہ ہے۔ ذمیوں کے قبضہ میں جس قدر زمینیں ہیں انہیں کی تحویل میں رہنے دیں گے لیکن کوئی مسجد یا ذمی کی زمین سے زبردستی لینے کی ضرورت ہو تو معاوضہ دے کر لی جاتی ہے۔

اشتہار کی آزادی:

پیشہ کی آزادی:

اشتہار کی آزادی:

اگر اسلامی حکومت ان کی حفاظت نہ کر سکے تو وہ جزیہ واپس کرنا چاہیے۔ حضرت ابو عبیدہؓ کے عہد حکومت میں رومیوں کے ساتھ جنگ میں مسلمان کامیاب ہوتے تو اس وقت حضرت ابو عبیدہؓ نے اہل حمص سے لیا ہوا ٹیکس یہ کہہ کر واپس کر دیا تھا کہ ہم نے حفاظت کے بدلہ میں یہ ٹیکس لیا تھا۔ اس وقت ہم تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے اس لیے ہمیں اس کے رکھنے کا کوئی حق نہیں۔

ہاں! جو اقلیت اپنی خوشی سے فوج میں بھرتی ہونا چاہے اس سے یہ جزیہ وصول نہیں کیا جاتا بلکہ اس کو فوجی وظیفہ بھی ملتا ہے۔ معاہدہ آذربائیجان میں یہ واضح طور پر لکھا گیا تھا کہ ذمیوں سے وہ افراد جو اسلامی فوج میں حصہ لیں گے ان سے اس سال کا جزیہ نہیں لیا جائے گا۔

امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ اسلامی حکومت میں رہنے والے غیر مسلم باشندے کمانے کے قابل ہوں، تو حکومت کو ان سے خدمت لینے میں کوئی حرج نہیں اور نہ ان کو علیحدہ اپنی مال غنیمت سے کچھ دیا جائے گا (کتاب الاموال)

سرکاری ملازمت:

اسلام اقلیتوں کو جس طرح کے حقوق دیتا ہے اس کے مطابق ملازمت کا حق دیتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں تاہرمز سے کر اہواز تک ایک نہر کھدوائی تو اس وقت ایک ذمی کو اس کا نگران مقرر فرمایا تھا۔

حضرت سید احمد شہیدؒ نے اپنے زمانہ میں ایک ہندو کو خزانہ کا افسر مقرر کیا تھا۔

قانون کی نظر میں مساوات:

اسلامی حکومت میں مسلمان اور غیر مسلم قانون کی نظر میں برابر ہے۔ دنیا میں کوئی قانون ایسا نہیں کر سکا جو ہر قسم کے امتیاز کو ختم کر کے سب کو برابر قرار دیتا ہو، یہ قانون اسلام کا ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران کے نام یہ تحریر فرمایا تھا کہ ہمیں ہر قسم کا دعویٰ ہے کہ جس حق تو یہ اس کے ساتھ غیر جانبدارانہ انصاف کیا جائے گا۔

عہد عمرؓ میں ایک یہودی نے حضرت علیؓ کی زرہ چوری کر لی تھی۔ حضرت علیؓ قاضی کی عدالت میں حاضر ہوئے اور ان کے دو گواہ پیش کئے۔ ایک حضرت حسنؓ بن علیؓ اور دوسرے ان کے غلام قنبر۔ قاضی نے باپ کے حق میں بیٹے کی شہادت اور آقا کے حق میں غلام کی گواہی کو مسترد کر دیا۔ یہودی کے حق میں فیصلہ صادر فرما دیا۔ یہودی اس عدل سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔

سلہ کتاب الاموال

جزیہ اور خراج وصول کرنے میں نرمی!

اسلام جزیہ اور خراج کی وصولی میں سختی سے منع کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے شام کے گورنر حضرت ابو عبیدہؓ کو لکھا:

"مسلمانوں کو ان پر ظلم کرنے اور انہیں ستانے سے ناجائز طریقے سے ان کے مال کھانے سے منع کر دو۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جزیہ کی وصولی کے بعد خفیہ طور پر تفتیش کرتے تھے کہ ان پر کسی قسم کا ظلم تو نہیں کیا گیا۔

شہریوں کے فرائض

سچی وفاداری!

اسلامی ریاست کے ہر شہری پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ خلیفہ وقت یا بادشاہ کا حکم مانے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنی اطاعت کے لیے رسولؐ کی اطاعت کو ضروری قرار دیا ہے اس طرح اولوالامر کی اطاعت کے لیے بھی ضروری قرار دیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ

"اطاعت کرو اللہ کی اور رسولؐ کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہیں۔"

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے:

بايعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم على السمع والطاعة في العسر واليسر والمنشط والمكره

"ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سمع و طاعت کا عہد کیا تنگی، خوشی، خوشحالی اور آسانی ہر حال میں۔"

بیعت سے انحراف یا سرکشی کرنا گویا موت کو دعوت دینا ہے۔ جو شخص بھی سرکشی کا مرتکب ہوا اسے سخت سزا دی گئی۔ حضرت عبادہؓ ہی سے روایت ہے:

لا نسمع ولا نطيع حتى يأتي أحدنا بمعصية ظاهرة

---

۱ کتاب الاموال، ص ۸۲، رقم: ۲۱۰

قانون کی پابندی

دستور اساسی

دستور اساسی کے معنی

برائس Bryce. نے ہے:

اور فرانس پر اثر انداز ہوتے ہیں"

تاریخ کی اہمیت

اسلامی حکومت کا دستور

اسلامی حکومت کا دستور قرآن مجید ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تئیس سال میں نازل ہوتا رہا۔ ارشاد الٰہی ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (البقرہ ۲: ۱۸۵) رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ قرآن کو اللہ تعالیٰ نے حکومت کا دستور قرار دیا ہے اور اس لیے اس کا حق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض قرار دیا ہے کہ اسے نافذ کریں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دستور کے مطابق فیصلے نہیں کرتا اس کے بارے میں فرمایا ہے: وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (المائدہ ۵: ۴۵) جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ ظالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے: وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ (المائدہ ۵: ۴۹) پس ان لوگوں کے درمیان اللہ کے نازل کردہ دستور کے مطابق فیصلے کرو اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو اسلامی حکومت کا دستور بنانے کے لیے اس کی تشریح کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقرر کیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (النحل ۱۶: ۴۴) یعنی ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اس کی تشریح کریں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو اسلامی حکومت کا دستور بنانے کے لیے اس کی تشریح کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقرر کیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ (النحل ۱۶: ۶۴) یعنی ہم نے آپ پر یہ کتاب اس لیے نازل کی ہے کہ آپ لوگوں کے سامنے اس کی تشریح کریں۔

دوسری جگہ فرمایا ہے: وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ (طٰہٰ ۲۰: ۱۱۴) یعنی قرآن کی تشریح کے لیے جو وحی آپ پر نازل کی جائے اس کے لیے جلدی نہ کریں۔

اسلامی دستور کی خصوصیات

[illegible]

[illegible]

الٰہی اور انسانی دستوریں میں فرق

[illegible]

ارشاد ہوتا ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ۔ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ
الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔

یعنی آج میں نے تمہارے دستور حیات میں کردیا ہے تمہارے لئے تمہارے دین
دین اسلام کو مکمل کر دیا ہے۔

۲۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: "اللہ کے اقوال حدیث نبوی کی تشریح و توضیح ہیں اور حدیث قرآن کی شرح ہے" (قواعد التحدیث ص۳۳)

جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی عمران بن حصینؓ نے ایک شخص کو نماز مکمل طور پر ادا نہ کرنے پر ٹوکا تو اس نے کہا کہ قرآن میں یہ حکم کہاں لکھا ہے؟ اس پر عمرانؓ نے فرمایا کہ قرآن نے تو ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ جو کچھ رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ۔ (ابوداؤد، کتاب الطہارۃ)

قرآن مجید میں اطاعتِ رسول کی تاکید:

قرآن مجید میں ہے: وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ (جو کچھ رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ)

وَمَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔ (جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی)

ان آیات سے رسول کی اطاعت کی تاکید ملتی ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ۔ (کسی مومن مرد و عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو وہ اپنے معاملے میں کوئی اختیار رکھے)

رسول کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

روایت کیا ہے۔ بیہقی نے بھی حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے۔ [illegible] نے حضرت [illegible] سے یہ فرمان نقل کیا ہے

صحابہ کا طرز عمل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام حدیث اور سنت کو اسلامی قانون کا مستقل ماخذ سمجھتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ [illegible] کے بارے میں منقول ہے۔

كان أبو بكر إذا ورد عليه حكم نظر في كتاب الله تعالى فإن وجد فيه ما يقضي به قضى به وإن لم يجد في كتاب الله نظر في سنة رسول الله فإن وجد فيها ما يقضي به قضى به فإن أعياه ذلك سأل الناس هل علمتم أن رسول الله قضى فيه بقضاء فربما قام إليه القوم فيقولون قضى فيه بكذا أو بكذا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کسی پر کوئی سنت واضح ہو جانے کے بعد اس کے بیان کی کوئی [illegible]
کر دینا جائز نہیں ہے۔

[illegible] ہیں۔ جن مواقع کتاب و سنت کو [illegible]
جو فقہ کی اصطلاح میں ترکوہ[1] ہر وہ چیز ہوگی جو کتاب و سنت کے [illegible]
تبدیل کرنا اور ترک ہو استنتاج کرنا۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: من رد حدیث رسول [illegible]
ھلکۃ۔ جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو رد کیا وہ [illegible]
پر کھڑا ہے۔

اسلامی قانون سازی کے لیے حدیث سے تقریباً چھ اصول اخذ کیے جاتے ہیں۔

"قانون سازی کے لیے حدیث اور سنت کے سب ذرائع کا تفصیلی جائزہ لیا"

۱۔ تاریخ و تدوین

۲۔ نقل و سند

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ احکام کی ترتیب و تبویب۔ مذہب، مباحث وغیرہ۔

۶۔ [illegible]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

ان کنت ترمد النظر فی مدن شریعۃ رسول اللہ فعلیک [illegible]
حال الامیین الذین بعث فیھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم شریعۃ وان [illegible]
اصلاحے لہا بمقاصد المھتدوۃ فی باب التشریع و [illegible]
الصدق ثم تنزیل کل واحد من الشریعۃ النبویۃ [illegible]
امثال کے حالات سے مناسبت کامل آگاہی [illegible]
کی شریعت کا تشریح دیتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کی اخلاق [illegible]
ظاہر کرتا ہے جن کا تذکرہ تشریح اور تفسیر کی [illegible]

---

[1] بحوالہ ابن الفرا الحنبلی قانون برسنہ کتاب المناقب ابن [illegible]

[2] [illegible] اللہ بالغہ جلد ۱ صفحہ ۱۵۲۔

۴۲ ۔ **اجتہاد** : [illegible] اجتہاد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے ۔

وجوبِ اجتہاد کے دلائل اور دستۂ قرآنِ مجید :

[illegible]

[illegible]

قرآن مجید میں تدبر و تفکر کرنے کے متعلق ارشاد ہے :

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ[1]

[illegible]

[illegible]

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا[2] [illegible]

[illegible]

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا[3] [illegible]

[illegible]

احادیث : [illegible]

إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ [illegible]

[illegible]

[illegible]

كَيْفَ تَقْضِي إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ قَالَ أَقْضِي بِكِتَابِ اللَّهِ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ [illegible]

---

[1] سورۂ ص ۳۸ : ۲۹

[2] [illegible] [3] [illegible]

لم تجد فی سنن رسول اللہ ولا فی کتب اسلاف امتنا

ولا آثارہ

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible]

۷۔ [illegible]

۸۔ [illegible]

۹۔ [illegible]

[illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اجماع شرعی کے واجب ہونے کے دلائل قرآن مجید کی رو سے

قرآن مجید میں آیت ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ [illegible]

[illegible]

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

[illegible]

[illegible]

دوسری دلیل [illegible]

[illegible]

تیسری دلیل [illegible]

[illegible]

ابن جریر ابوبکر الرازی، ابوالحسن خیاط کعبی کے اس وغیرہ کا یہی مسلک ہے۔ اور ان لوگوں کے نزدیک اگر اختلاف کرنے والوں کی تعداد زیادہ نہیں تو کثرت کا فیصلہ اور واجب العمل ہوگا۔ اس فیصلہ سے اختلاف کرنے والے کو شخص کی نہیں کی جا سکتی۔

اجماع کے افراد کے بیان کی اہمیت :

حسب ذیل امور کا حامل ہونا چاہیئے۔

۱۔ قرن مجید کے اسرار و رموز کا جاننے والا ہو۔

۲۔ سنت رسول کو روایت کے طریقوں سے اچھی طرح جانتا ہو۔

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ فہم کے مزاج [illegible]

۶۔ [illegible]

و سے اور خیانت سے بچنے والے ہوں۔

اجماع کے اختیار اتھارٹی کی نوعیت :

۱۔ جمہور قرنوں کی نسبت سے [illegible]

۲۔ پرانے اجماعی فیصلوں میں جمہور قرنوں کے [illegible]

۳۔ وہ اجماع جو [illegible] نازل ہوئے۔ ان کو [illegible] سے [illegible] موخر کرنا۔

۴۔ وہ اجماع جو وقتی قرنوں کے ہوتے ہیں ان کو موجودہ قرنوں [illegible]

۵۔ [illegible]

ہونا ضروری ہے۔

۶۔ قرن کی مختلف قرنوں و فیصلوں [illegible] صورت پیدا کرنا۔

اجماع کے فیصلوں کی غیر قابلیت :

[illegible]

نہیں ہوتی۔ جیسا کہ [illegible]

[illegible] نئے پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے کے لیے قیاس ضروری ہے، اس لیے [illegible] ہر دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے قیاس کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ [illegible] شافعیؒ کے شاگرد امام مزنی فرماتے ہیں:

"عہد نبوی سے لے کر ہمارے اس دور تک تمام فقہاء نے زندگی کے سارے معاملات میں قیاس سے کام لیا ہے۔ جن کے لیے دین میں کوئی [illegible] اثبات و اظہار کی ضرورت پڑی اور اس بحث سے تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ حق کی نظیر حق ہوتا ہے اور باطل کی نظیر باطل لہٰذا کسی شخص کے لیے یہ زیبا اور جائز نہیں کہ وہ قیاس کا انکار کرے۔ کیونکہ قیاس کا [illegible] وہ اس کے سوا کیا ہے کہ وہ ان امور میں کتاب و سنت سے مشابہ اور ان کے مثل ہے۔ جس سے کتاب و سنت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے [illegible] ہے تو قیاس جو حق کے مشابہ ہے، وہ بھی حق ہی ہوگا۔"[1]

۱۰۔ معروف:

فقہاء نے معروف کی یہ تعریف کی ہے [illegible]

وہ عمل یعنی قول یا فعل جو [illegible] کی سنت کے موافق ہو۔

قرآن مجید کے دو [illegible] ذکر کیا ہے، قرآن مجید میں [illegible]

یعنی بچہ کے باپ پر لازم ہے کہ [illegible] کی [illegible] کی ذمہ داری [illegible] ہے۔

[illegible] آیت: [illegible] ان کے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] ہے۔

---

[1] [illegible] ۲۲۹ [illegible]

[illegible] ۱۲۷۔

[illegible]

معروف کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ معروف خاص ۲۔ معروف عام

معروف خاص: جو کسی خاص علاقہ یا خاص طبقہ میں رائج ہو۔

معروف عام: جو عام لوگوں میں رائج ہو اور کسی خاص جگہ اور علاقہ کے ساتھ خاص نہ ہو۔

۵۔ **استحسان**: لغت میں استحسان کے معنی ہیں کسی چیز کو اچھا سمجھنا۔ لیکن فقہ کی اصطلاح میں اس کی تعریف یہ ہے۔ قیاس المسئلۃ عن نظائرھا لوجہ قوی[1]

یعنی کسی مسئلہ کو اس کی نظائر پر قیاس کرنے سے ہٹا کر لینا۔

استحسان کی اہمیت اور ضرورت:

ہر دور کے تقاضے الگ ہوتے ہیں۔ اسلامی فقہ کے ائمہ مجتہدین نے مسائل کا حل تلاش کرتے وقت ان تقاضوں کو ملحوظ رکھا۔ اس لئے کہ بعض اوقات قیاس کے تقاضے کچھ اور ہوتے ہیں اور استحسان کے کچھ اور۔ تو مسائل کا حل ڈھونڈتے ہوئے ان ضرورتوں کو نظر انداز کر دینا مناسب نہیں ہوتا۔ اس لئے ان کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے تاکہ فقہ کی جامعیت برقرار رہے اور بنی نوع انسان کی ضروریات کا ساتھ دے سکے۔

حسب ذیل مثالوں سے اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔

۱۔ مسجد میں تھوکنا سب کے نزدیک ناجائز ہے[2] اس کو ترک کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ مسجد کی پاکیزگی برقرار رہے۔

۲۔ مسجد میں سونا فقہاء کے نزدیک ناجائز ہے۔ لیکن مسافر کو اس کی اجازت دی گئی ہے۔

۳۔ مسجد میں کھانا پینا بھی ناجائز ہے۔ لیکن اعتکاف کرنے والے کے لئے اجازت ہے۔

۴۔ مسجد میں خرید و فروخت کرنا بھی ناجائز ہے۔ لیکن اس کی اجازت دی گئی ہے کہ جو لوگ مسجد کے قریب رہتے ہیں ان کو ضروریات زندگی کی فراہمی میں دقت نہ ہو۔

---

[1] کشف الاسرار ج ۳ ص ۱۳۰۱ [2] بخاری ص ۱۲۱ ج ۱ البیوع۔

اللہ نے تمہارے اوپر دین میں کوئی تنگی نہیں کی۔
لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔
يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۔ اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتا۔
۲۔ صحابہ کرامؓ بھی مصالح کا اعتبار کرتے تھے۔ مثلاً کتابت قرآن کے وقت کچھ طائفہ تھا جو کہ قرآن کو حفظ کرتے تھے اور کچھ لکھتے تھے۔ اسی طرح جب جمع قرآن کی نوبت آئی تو حضرت عثمانؓ نے صرف ایک قریش کے لہجہ پر جمع کرایا۔ حالانکہ سات لہجوں کی اجازت تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ نے مصالح کا لحاظ کیا۔

۹۔ استدلال:

استدلال عند الحنفیہ کہتے ہیں کسی دلیل کی اس طرح تحقیق کرنا کہ اس کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ یہ دلیل ہے یا نہیں۔ لیکن جمہور کے نزدیک استدلال ایسی دلیل کو کہتے ہیں جو نص نہ ہو۔ خواہ اجماع ہو یا نہ ہو۔
جو دلیل نہ نص ہو نہ اجماع وہ لائق عمل ہے

استدلال کی اہم اقسام:

۱۔ ایک حکم کا دوسرے حکم کے ساتھ تعلق کرنا خاص تعلق کے متعلق ہونا۔ اس کی تین قسمیں ہیں
تعلق حکم من حیث ذاتہ

۱۔ استصحاب الحال:

استصحاب کے کئی معنی بیان کئے گئے ہیں۔
۱۔ استصحاب الحال: اصطلاح تو یہ ہے کہ اس امر کو قائم رکھنا جو پہلے تھا۔ وہ اس وقت تک تو ہے جب تک اس کا زوال نہ ثابت ہو جائے مثلاً امام شافعیؒ کے نزدیک مفقود الخبر اس وقت تک زندہ ہے جب تک اس کی موت ثابت نہ کی جائے۔ اس وقت تک نہ اس کی زندگی کا اعتبار ہوگا نہ اس کو ایسے شخص کی زندگی سے محروم رکھا جائے گا جو اس کی غیبت میں فوت ہوا۔

۲۔ استدلال بالقیاس:

۱؎ ابوداؤد: ۲۷۲۔ ۲؎ بقرہ: ۲۸۵۔

...رضامندی ہے۔ دونوں قبیلوں کی عداوت کو ختم کرنے کے بعد اس نتیجہ کو بھی تسلیم کرنا ...
...ضروری ہے کہ بین الاقوامی امور رضامندی سے ہیں۔

قسموں کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ جب تک دو مشتبہ قسموں میں سے ہر ایک کہ جو شخص بات نہ جھوٹ نہ سچ کہے گا پابند نہ ہو ...
...پابند نہیں ہو سکتا۔

۲۔ جب تک دو مطلق قسموں میں سے ہر ایک شخص پابند نہیں ہو سکتا جب تک دوسری قسم ...
...پابند نہ ہو۔ مثلاً اگر دو اجنبیت سے ہر ایک قسم کھائے کہ ...
...اجنبیت سے پابند نہیں ہو سکتا جب تک دوسرا بھی پابند نہ ہو۔ اس لیے کہ ...
...اجنبیت سے پابند ہو سکتا ہے ... دشمنوں کا ہوتا ہے۔

۳۔ جب تک ایک قسم مطلق اور ایک قسم مشتبہ ہو ... قسم والا پابند نہ ہو ...
...پابند ہو سکتا ہے۔

۴۔ جب تک ایک قسم مطلق اور ایک قسم مشتبہ ہو ... قسم والا پابند نہیں ہو سکتا۔

استدلال کا دوسرا طریقہ:

استدلال کی دوسری قسم کا نام ...
...ان کا استدلال ہے ... کی ...
...ہے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ...
...ہے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ...

۱۰۔ اسلام حق کا آخری پیغام:

فقہ اسلامی کا خلاصہ گزشتہ الہامی صحیفوں کی شریعتوں کا ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے:

"یہ ہے وہ دین جس کی ہدایت نوح کو دی گئی ... اور ہم نے ابراہیم کو ... ہدایت کی تھی ... کہ دین کو قائم کرو اور اس میں ..."

دوسری جگہ ہے: "ہم نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ ... جس کی ہدایت ہم نے ابراہیم کو ... کی تھی۔"

مسند احمد میں ایک حدیث ہے: "جس کی ... بدعت ... سنت ... اس کا ... اس پر ... کی لعنت ہے۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر کسی بات کے متعلق ... تو ... اللہ کی کتاب میں ... پر عمل کرنا پسند فرماتے ہیں۔"

حضرت عمرؓ نے فرمایا: "... من قبلنا ... بدعت ... جب تک ... نہ ... پہلی شریعتوں پر عمل کرنا ... جب تک ..."

پررونق ڈالتا ہے۔

اصحاب ہیں وہی حق ہے۔

اسلامی قانون کی خصوصیات

۱۔ **مساوات:** اسلامی قانون کی پہلی خصوصیت مساوات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً۔ اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔

[illegible]

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔ اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

... كُلُّكُمْ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ تم سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے۔

[illegible]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: الناس سواسية كأسنان المشط [illegible] سب آپس میں برابر ہیں۔

حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: یا ایها الناس الا ان ربکم واحد وان ابکم واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود ولا اسود علی احمر الا بالتقوی۔ اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ آگاہ رہو! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر اور سرخ کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے۔

[illegible]

گو قوانین وضع کرنے کی تاریخ کا مساوات کا ... بات کو کہہ سکتے ہیں۔

---

۱ النساء ۴:۱ ؛ ۲ الحجرات ۴۹:۱۳ ؛ ۳ ... ۲۳ : ۱۰ ؛ ۴ ...

۵ مسند احمد

ے ایسے قوانین مقرر کیے جن کی وجہ سے عورت کی حیثیت بہت بلند ہو گئی اور زندگی کے ہر پہلو میں مرد کے برابر اس کو حقوق مل گئے۔ عورت کی وراثت حیثیت سے اس کے لیے یہ قانون مقرر کیا لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا (۴/۳۲) مردوں کا حصہ ہے جو وہ کمائیں اور عورتوں کا حصہ ہے جو وہ کمائیں۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ (۴/۷)

مردوں کے لیے اس سے ایک حصہ ہے جو ان کے والدین اور قریب رشتہ دار چھوڑیں اور عورتوں کے لیے اس سے ایک حصہ ہے جو ان کے والدین اور قریب رشتہ دار چھوڑیں۔

بیوی ہونے کی حیثیت سے یہ قانون مقرر کیا: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ (۲/۲۲۸) اور عورتوں کے لیے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے کہ مردوں کے عورتوں پر ہیں دستور کے موافق۔

بیٹی کی حیثیت سے یہ قانون مقرر کیا۔ [illegible]
اور وہ اپنی [illegible]

۳۔ سیاسی آزادی:

[illegible]

مشورت سے ہیں۔

[illegible] سے تو نفاذِ سلطنت کے [illegible] سے شورٰی کرنے
[illegible] کرنے کا حکم فرماتے ہیں۔ [illegible] جس [illegible]
[illegible] ہیں ہمیں شورٰی کیا ہے [illegible]۔

[illegible] سو سال قبل اسلام نے [illegible] کو قانون کا [illegible] مقرر کر دیا
[illegible] اس [illegible] کی [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] کی کوئی [illegible] نہیں تھی۔

۱۔ **عدل و انصاف**: [illegible] اسلام نے اس روح کو اپنے قوانین میں برقرار رکھا ہے۔ ارشادِ نبوی ہے:
[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible] سب سے کمزور شخص میرے نزدیک قوی ہوگا۔ جب تک میں اس کا حق نہ دلوا لوں اور [illegible] سب سے قوی شخص میرے نزدیک کمزور ہوگا۔ جب تک میں اس سے دوسرے کا حق نہ لے لوں۔"

۲۔ **مساوات**: اسلامی قانون سب کے لیے برابر ہے اور انسانی فطرت کے [illegible] ہے۔ جو [illegible] انسان کی فطرت سے [illegible] ہوتی۔

[illegible]

[illegible] ۵۹: ۴ کنز العمال حدیث ۳۵۰۰۰ نساء ۴: ۵۸

ک

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

انتخاب میں اس کی رائے کتنے معتبر ہو سکتی ہے اس وجہ سے رائے دہندگان کا فرض ہو جاتا ہے۔

مجلس قانون ساز کے فرائض و حقوق

فرائض: ۱۔ کتاب و سنت اور آئین پاکستان کی روشنی میں حسب ذیل امور

ایسے قوانین وضع کریں جو قرآن اور سنت کی تعلیمات کے منافی نہ ہوں۔

۲۔ جو بھی قانون وضع کرنا ہو۔ صرف اور صرف مملکت کے مفاد کو مدنظر رکھا جائے اور

غور و فکر کرے۔

۳۔ خلیفہ کے افعال و کردار کی کڑی نگرانی کرے۔ اگر خلیفہ باطل و منکر

اس کو نہ ہٹانے پر قادر ہو۔

۴۔ اگر خلیفہ ہدایت پر نہیں تو بوقت ضرورت اس کو ہٹا دے۔

حقوق: ۱۔ مجلس ہر اس خلیفہ یا دیگر ملکی حکومت کے

کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔

۲۔ اگر خلیفہ مجلس کے مشورہ کے بغیر کوئی قانون نافذ نہ کرے تو مجلس کو

حاصل ہے کہ وہ خلیفہ سے مشاورت کا مطالبہ کرے

۳۔ اگر خلیفہ مجلس کے کسی ایسے قانون کے بارے میں جو اس نے

حق نہیں پہنچتا کہ وہ مجلس کو برخاست کرے۔ ہاں اس کو

مجلس کو برخاست کرنا پڑے گی۔

۴۔ مجلس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بیت

کمیشن مقرر کریں یا خلیفہ سے حساب دہی کا مطالبہ کریں۔

مجلس کی تشکیل: راشدین کی سنت سے یہ ثابت

رہنما کمیشن کے ذریعہ کرتے تھے۔

قانون ساز اسمبلی کا طریقہ

ڈائری کے ورق

۱۹۵۸ء

ہوتے ہیں۔ تاہم چند فرائض حسب ذیل ہیں:

۱۔ اندرونی انتظام: حکومت کا اولین فرض ملک میں امن و امان قائم رکھنا اور قانون کی پابندی کرانا ہے۔ قرآن مجید نے اس کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ (البقرہ ۲: ۱۷۹) ہر ایسا فعل جو امن کو برباد کرے اس کا انسداد حکومت کا فرض ہے اس فرض کی ادائیگی کے لیے ایک منظم فوج کا ہونا ضروری ہے۔

۲۔ دفاع و تحفظ: دوسرا اہم فرض ملک کی سرحدوں کی بیرونی دشمنوں سے حفاظت کرنا ہے۔ اندرونی شورشوں اور بغاوتوں سے بھی حفاظت کرنا ہے اس لیے حکومت مسلح دفاع کا انتظام کرتی ہے اور ارشاد ربانی ہے:

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ (الانفال ۸: ۶۰) اور جو کچھ تم سے ہو سکے ان کے لیے قوت اور گھوڑوں کی صف بندی سے تیار رکھو تاکہ اس سے اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو خوف زدہ رکھو۔

۳۔ امور خارجہ: ہر ایک ریاست کے دنیا کی دوسری ریاستوں کے ساتھ کئی نہ کسی قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ان سب کا ایک خاص محکمہ ہوتا ہے، جس کو محکمہ امور خارجہ کہتے ہیں۔

۴۔ بین الاقوامی اختیارات: بین الاقوامی معاہدات کرنا حکومت کا ایک اہم فریضہ ہے۔ حکومت دوسرے ملکوں سے تجارتی اور معاشی تعلقات قائم کرتی ہے۔ یہ کام حکومت کے سپرد ہوتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً (توبہ ۹: ۱۰۳) ان کے مالوں سے صدقہ

لیجیے۔

رسول کریم صلعم فرماتے ہیں: إِنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ غَنِيِّهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فَقِيرِهِمْ (بخاری، کتاب الزکوٰۃ) یعنی اللہ تعالیٰ نے ان پر (مسلمانوں پر) صدقہ (زکوٰۃ) فرض کیا ہے کہ دولت مندوں سے لے کر غریبوں میں تقسیم کیا جائے۔ ارشاد الٰہی اور فرمان نبوی اس بات کی دلیل ہے کہ حکومت لوگوں سے تجارتی کاروبار پیدا کرنے کے لیے روپیہ وصول کر سکتی ہے۔ قرآن میں اس کی مدات کا بھی ذکر کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (توبہ ۹ : ۶۰)

صدقات تو فقراء کے لیے ہے مساکین اور اس محکمہ میں کام کرنے والوں اور جن کے دل اسلام کی طرف مائل کرنا ہے اور قیدیوں کو آزاد کرنے کے لیے اور قرضداروں کے لیے اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے یہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

اسلام کی رو سے کسی انسان کو اس کے مذہب کی وجہ سے

۵۔ غلام: کسی کو آزاد بنانے کے دو طریق ہیں ایک تو یہ ہے

شرائط: [illegible]

عدالتی آزادی

اسلامی حکومت کے اوصاف

۱۔ حکومت الٰہیہ قائم کرنا

۲۔ سوالات:

۱۔

۲۔

ایگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے اور بے شک تم [illegible]
کرنے پر بھی کرتا ہے اور سیدھا پر اور سیدھا کوئی سرف یہ کوئی [illegible]
سبب ہے۔

عرب کے اہل طبقہ کے ذہن طبقہ کے لوگوں سے [illegible]
نے اس تفریق کو ہمیشہ ختم کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم کے ذریعہ
لاکھوں حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ کر دیا۔

ب۔ معاشرتی مساوات:

معاشرتی مساوات کے [illegible]
بنیادی بات یہ ہے کہ [illegible]
شہریوں، امت کی حفاظت اور [illegible]
نسلی یا ان کی قدر و قیمت [illegible]
کہیں اور نہیں پائی جاتی۔

I۔ جان کی حفاظت:

قرآن مجید میں آتا ہے۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ
جَمِيعًا۔ اور جو کوئی کسی جان کے بدلے قتل کرنے یا زمین میں فساد کرنے کے [illegible]
سے سب لوگوں کو مارڈالا۔

لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ [illegible]
[illegible]

حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: فان [illegible]
[illegible]
مال اور [illegible] یہ چیزیں حرام کر دی ہیں اور ان چیزوں کو ایسی [illegible]
اس شہر، اس مہینہ اور اس دن کے حلال سمجھے مگر حق شرعی کے ساتھ۔ یہ بات [illegible]

II۔ مال کی حفاظت:

جس طرح جان کی حفاظت [illegible]
استحقاق کے لیے ضروری ہے [illegible]
ہیں۔ اس وجہ سے اسلام نے مال و دولت کے حوالے کے لیے [illegible]

[illegible]

اتارنے کی بجائے مصیبت بنیں اس کی بات سنے فلاں مخرب مناسب ہوگی ۔ اپنا کیا سنے
پر عمل کیا گیا ۔

۱ ۔ حضرت ابراہیم کو خواب میں کہا گیا کہ اپنے بیٹے
۲ ۔ قربانی کی : وہ شیطانی وساوس کا مقابلہ کرتے ہیں
بتیں ہوتی ہیں ۔ ایک حصہ لینے والے ہوتے ہیں ۔ دوسرا
والے ایک حصہ پیش کرتے ہیں جو
یہ ایک حصہ کے جانور سے دیہاتی امت تک کو
وہ ان میں سے ایک فیصلہ پر پہنچ کر
ان کی
ان کی
ان کی
ان کی
ان کی
ان کی

۳ ۔ حج کی اہمیت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآن مجید : ماتشاورقوم الا هدوا

اس قوم نے فلاح پائی ۔

کے ذریعہ ہوا۔

۱۵۔ **اصلاح معاشرہ:** اسلامی حکومت ان تمام معاشرتی، اقتصادی، تمدنی اور سیاسی برائیوں کا قلع قمع کر دیتی ہے جو سوسائٹی کے بگاڑ کا موجب ہوتی ہے مثلاً زنا، قمار بازی، سود خواری، چوری، رشوت خوری، اقربا پروری، سرمایہ داری، جاگیرداری، ڈاکہ زنی، کم تولنا۔ فریب دہی وغیرہ

۱۶۔ **ہمسایہ ممالک سے برادرانہ تعلقات:** دنیا کی حکومتیں (سوائے چند) دولت کے نشہ میں کمزور حکومتوں پر بلا وجہ جارحانہ حملے کرتی ہیں۔ لیکن اسلامی حکومت اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ دوستانہ، برادرانہ تعلقات رکھتے ہوئے ان کی بہبود کا خیال رکھتی ہے

اِسلامی حکومت کی خارجہ پالیسی کے اصول

۱۔ اسلامی حکومت کے تمام معاملات صلح اور امن پر مبنی ہونے چاہئیں۔ کیونکہ اسلام سلامتی، صلح اور امن کا پیغام لے کر آیا ہے۔ اسلامی حکومت خارجہ پالیسی میں ہر رنگ میں امن کی روح قائم رکھتی ہے ارشاد الٰہی ہے: وَاِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا (الانفال ۸: ۶۱) اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی مائل ہو جاؤ۔ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (البقرہ ۲: ۱۹۳) اور ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ کے لیے ہو پھر وہ رک جائیں تو سزا ظالموں کے سوائے اور کسی کے لیے نہیں۔

۲۔ اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی ایک عالمی انسانی برادری قائم کر کے تمام اقوام عالم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرتی ہے۔ کیوں کہ اسلام نسل انسانی کی وحدت

کا پیغام لے کر آیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا (یونس ۱۰:۱۹) سب لوگ ایک ہی امت ہیں لیکن وہ آپس میں جھگڑ پڑے ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ (بیہقی) ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے اور اللہ سب سے زیادہ محبت اس سے کرتا ہے جو اللہ کے عیال سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

۳۔ اسلامی حکومت عہد و پیمان کا احترام کرتی ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل ۱۷:۳۴) عہد کے پورا کرو یقیناً عہد کے متعلق پوچھا جائے گا۔

• يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (مائدہ ۵:۱) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے معاہدے پورے کرو۔

۴۔ اسلامی حکومت کی خارجہ پالیسی بین الاقوامی عدل پر مبنی ہوتی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (مائدہ ۵:۸) اے ایمان والو! اللہ کے نام پر انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جاؤ کسی قوم کی دشمنی تم کو اس امر پر نہ اکسائے کہ عدل کا دامن چھوڑ دو تم بہر حال انصاف کا معاملہ کرو یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

۵۔ جہاں اصول جنگ کے متعلق یہ ہے کہ جارح قوم کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیے ارشاد الٰہی ہے: وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا (بقرہ ۲:۱۹۰) اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تمہارے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔ اور حد سے آگے نہ بڑھو۔

ظلم کو مٹانے کے لیے جنگ کرنا ناگزیر ہے لیکن اسلام جنگ میں بھی تعدی سے منع کرتا ہے اور بدلہ اتنا ہی لینا چاہیے جتنا حق ہے ارشادِ الٰہی ہے: وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (الشوریٰ ۴۲:۴۰) اور بدی کا بدلہ اس کی مثل سزا ہے۔

اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب شکست کھا چکے تو انتقامی جذبے کی تسکین کے لیے اس کو ذلیل نہیں کرنا چاہیئے۔

۶۔ اسلامی حکومت کی خارجہ پالیسی کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ وہ ہمیشہ حق کا ساتھ دیتی ہے اور اثم اور عدوان کے خلاف برسرِ پیکار رہتی ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے۔ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ (المائدہ ۵: ۲) یعنی نیکی اور تقوی پہ تعاون کرو اور گناہ زیادتی پہ ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

۷۔ اسلامی حکومت کی خارجہ پالیسی کا ایک نمایاں اصول یہ ہے کہ جب دو مسلمان ملکوں کے درمیان لڑائی چھڑ جائے تو محاربین کے درمیان صلح کرا دی جائے لیکن اگر کوئی فریق صلح پہ رضامند نہ ہو تو اسلامی ریاست اس فریق کا ساتھ دے گی جو مظلوم ہوگا۔ ارشادِ الٰہی ہے:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (الحجرات ۴۹: ۹)

اگر مومنوں میں سے دو گروہ جنگ کریں تو ان میں صلح کرا دو پس اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرتا ہے تو اس سے جنگ کرو جو زیادتی پر ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ پس اگر وہ رجوع کرے تو ان کے درمیان عدل سے صلح کرا دو اور انصاف کرو۔ کیوں کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔